رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اُس مَہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسُبحانَ الّذی اخزی الاعادی

ایڈیٹر و پروپرائیٹر
عاجز قاسم علی

۱۰ و ۹ قادیان

فاروق

جلد اول ۱۱ — نومبر سنہ ۱۹۱۵ء - مطابق محرم الحرام سنہ ۱۳۳۴ھ یوم پنجشنبہ از قادیان دارالامان نمبر (۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیہ جماعت کے عقائد

۱- اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ کوئی شخص ذات یا اسکی صفات یا اسکے اسماء یا اسکی عبادت میں اس کا شریک نہیں ہو سکتا ہے۔ ۲- ملائکہ کا وجود برحق ہے۔ ۳- خدا تعالیٰ نے قدیم سے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیئے ہر ملک اور ہر قوم میں نبی مبعوث فرماتا رہا ہے اور ہم سب نبیوں کی صداقت کے قائل ہیں۔ جن نبیوں یا کتب کا قرآن کریم میں ذکر ہے اُنپر فرداً فرداً اور جنکا ذکر نہیں اُنپر بحیثیت مجموعی ایمان رکھتے ہیں۔ ۴ ہماری کتاب قرآن کریم اور ہمارا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو خاتم النبیین ہیں۔ ۵ الہام کا دروازہ ہمیشہ سے کھلا ہے اور کھلا رہیگا۔ خدا تعالیٰ کی کوئی صفت معطل نہیں ہوتی جیسا وہ پہلے بولتا تھا اب بھی اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا ہے اور کرتا رہیگا ۶ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم کا بیان کردہ مسئلہ تقدیر برحق ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے اور دعا ایسی عظیم الشان امور حل ہو سکتے ہیں ۷ بعث بعد الموت کے ہم قائل ہیں اور ہمارا یقین ہے کہ دوزخ و جنت اپنی تمام کیفیات سمیت جو قرآن کریم و احادیث میں مذکور ہیں حق ہیں۔ اور یہ کہ حشر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفیع ہونگے ۸ ہمارا یقین ہے کہ جس شخص کی آمد کی انبیاء سابقین نے مختلف ناموں سے خبر دی تھی اور قرآن نے سورہ جمعہ میں وَاٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہِمْ میں جسکی آمد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بعثت ثانیہ فرمایا ہے اور جسکا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح نبی اللہ اور مہدی رکھا ہے وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی ہیں اور آپکے سوا کوئی اور شخص مسیح موعود نہیں ۹- ہمارا یقین ہے کہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے جسکے بعد کسی اور نئی شریعت کی قیامت تک ضرورت نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے کمالات کے جامع ہیں اور آپکے بعد کوئی شخص سوائے آپکی کامل اطاعت اور آپکی شاگردی کے اعلیٰ کمالات حاصل کرنے تو الگ رہے مومن بھی نہیں ہو سکتا۔ پس ہم اس بات کے ہرگز قائل نہیں کہ اس اُمت کی اصلاح کیلئے کوئی شخص پچھلے نبیوں میں سے دوبارہ اس دنیا میں بھیجا جائے کیونکہ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ میں کمزوری ماننی پڑتی ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں (نعوذ باللہ) اتنی طاقت نہیں کہ اپنی اُمت کی خود اصلاح کر سکیں اور دجالی فتنہ کو دُور کر سکیں؟ پس کیا ضرورت ہے جو دوسرے نبی کو مدد کے لیئے بلایا جائے لہٰذا ہمارا یقین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اُمت میں سے آپکے ہی فیض اور قوت قدسیہ کے اثر سے ایک شخص نبوت کا درجہ پا سکتا ہے اور آپکے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو کوئی نئی کتاب لائے یا جس نے نبوت کا درجہ براہ راست بلا اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہو۔ نہ یہ پرانا کیونکہ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تامہ کاملہ کی ہتک ہے۔ اور یہی ختم نبوت کے معنی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فرمایا اور دوسری طرف آنیوالے مسیح کو نَبِیُّ اللّٰہ کہکر یاد فرمایا ہے جسکے مطابق ہمارا ایمان ہے کہ اُمت محمدیہ میں سے ایک شخص (مسیح موعود) نے اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں درجۂ نبوت حاصل کیا ہے ۱۰ ہم معجزات انبیاء کے قائل ہیں جنکا اصل نام قرآن کریم کے محاورہ کے مطابق آیات اللہ ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے جلال کے اظہار اور اپنے مرسلوں کی صداقت کے اثبات کے لیئے اپنے رسول کے ہاتھ پر ایسے نشان دکھاتا ہے جو انسانی طاقت سے بالا ہوتے ہیں ۱۱ مسیح ناصری علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور وہ بے شک پیدا ہوئے تھے ۱۲- مسیح موعود ہی مہدی معہود ہے ۱۳- مثیل موسیٰ یعنی رسول کریم موسیٰ سے افضل اور مثیل مسیح یعنی مسیح موعود مسیح سے افضل ہے ۱۴- مسیح موعود کے انکار کا وہی نتیجہ ہے جو دوسرے انبیاء کے انکار کا

ہدایات: ۱- غیر احمدی کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے ۲- غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھنا بھی درست نہیں ۳- غیر احمدی کو لڑکی کا رشتہ دینا بھی منع ہے ۴- خلیفۂ وقت کی بیعت ضروری ہے ۵ ضروریات سلسلہ کے لیئے حسب حیثیت چندہ دینا واجب ہے ۶- سلسلہ کا مرکز مدینۃ المسیح قادیان ہے

الفاظ بیعت حضرت خلیفۂ ثانی

میں آج محمود کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں اور اپنے تمام پچھلے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ بھی ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہونگا۔ شرک نہیں کرونگا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ اسلام کے سب حکموں پر عمل کرنیکی کوشش کرتا رہونگا قرآن کریم اور احادیث کے پڑھنے پڑھانے یا سننے میں کوشاں رہونگا۔ تبلیغ اسلام کو اپنا اعلیٰ فرض خیال کرونگا۔ جو نیک کام تم مجھے بتاؤ گے انمیں ہر طرح تمہارا فرمانبردار رہونگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرونگا۔ اور حضرت مسیح موعود کے سب دعاوی پر ایمان رکھونگا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ۳ بار۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ ۳ بار۔ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت ۳ بار۔ اے میرے رب میں اپنی جان پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں تو میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین

بعد ازاں دعا کرتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تختگاہ خلافت

ایوان خلافت حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کی طبعیت بفضلہ تعالیٰ اس ہفتہ میں اچھی رہی۔ اور حضور آجکل انگریزی ترجمۃ القرآن میں بہت وقت گرامی صرف فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس وجود محمود و مسعود کو اپنے فضلوں کا مورد اور نعمتوں سے مالا مال فرماوے۔ اور عمر و دولت جاہ و اقبال میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی دے کر اپنی معرفت کے لبالب جام پلاوے۔ آمین

خاندان رسالت حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا مع دیگر صاحبزادگان والا تبار و متعلقین ذی اقتدار کے بخیریت ہیں اور صاحبزادہ مرزا البشیر احمد صاحب احمدیہ ہوسٹل کے انتظام کے لئے لاہور تشریف لیگئے ہیں ٭

خلافت اولیٰ عزیز عبدالحی کو ایک سو درجے تک حرارت رہتی ہے۔ گو بخار میں تخفیف ہے مگر نقاہت بڑھ گئی ہے۔ اور اب ان کو خلافت پناہ اپنے مکان میں لیگئے ہیں۔ احباب العزیز کی صحت کے لئے دعا فرماویں ٭

انگریزی ترجمۃ القرآن انشاء اللہ تعالیٰ [illegible] پہلا پارہ ترجمہ کا اس ماہ میں چھپ جائیگا۔ ادھر حضور امیر المومنین امام المتقین حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی معرفیت بہ انگریزی ترجمہ ادھر حضرت مفتی صاحب سلمہ کی خدمت الطباع ترجمہ سے یقین ہوتا ہے کہ جلد سے جلد شائع ہو جائے۔ اور یہ بھی قابل اطمینان ہے کہ مفتی صاحب سلمہ ساتھ ساتھ تبلیغ احمدیت میں لگے رہتے ہیں۔ چنانچہ اس سفر میں آپنے نصف درجن احباب کو داخل سلسلہ کرایا ہے۔ جزاہم اللہ ٭

احسن المناظرین حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب ظلہ العالی خدا کے فضل سے اپنے وطن مالوف میں بخیریت ہیں۔ اور اب انکی صحت بدعا فضل عمر روز افزون ترقی پر ہے اللہ تعالیٰ اس وجود باجود کو دیر تک بصحت و سلامتی رکھے۔ آمین

عمدۃ المفسرین حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب مع اہل بیت بخیریت ہیں۔ اور علاوہ خدمات مدرسہ احمدیہ کے تحریر تفسیر میں مصروف ہیں۔ اور بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں روزانہ درس قرآن فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی ہمت و صحت میں ترقی دے۔ اور بد اندیش جہلاء کی آنکھوں میں خار کی طرح کھٹکتے رہیں

زبدۃ المتکلمین حضرت میر محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل سلمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مکمل مضمون خلافت احمدیہ پر لکھا ہے۔ جس کو پڑھنے کے بعد انشاء اللہ سلیم الفطرت۔ حق جو۔ نیک خو سعید انسان تو ضرور ہدایت پا جائیگا۔ اور منکرین خلافت کے لئے وہ لاجواب ہوگا ناظرین فاروق انشاء اللہ اس مضمون کو فاروق کے صفحات میں ملاحظہ فرماوینگے ٭

آمد مہمانان منشی برکت علی صاحب شملہ سے۔ مستری الانجش صاحب امرتسر سے۔ منشی نور الٰہی صاحب سوتی ضلع سے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب سٹوڈنٹ بی۔ اے کلاس جموں سے منشی عبدالغنی خان صاحب افسر فرانشخانہ سنور سے ٭

سلسلہ کی خبریں

مالاباری کنانور کے قاضی نے بھی مالاباری زبان میں ایک اشتہار شائع کیا ہے جسمیں احمدیوں کو کافر قرار دینے اور عوام کالانعام کو انکے خلاف بھڑکانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ تازہ خطوط سے پایا جاتا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کی توجہ کے باعث احمدیان مالاباراب آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور مسجد بنانے کی فکر میں ہیں جسکے اخراجات کا ڈھائی ہزار تخمینہ کیا گیا ہے جنمیں سے ایک ہزار آٹھ سو جمع ہو چکا ہے۔ (اس مٹھی بھر جماعت کی ہمت پر آفرین ہے ایڈیٹر)

سیلون انجمن احمدیہ سیلون کے اجلاس باقاعدہ ہوتے ہیں اور وہاں کے انگریزی اخبارات میں انکی روئداد چھپتی ہے، عید اضحیٰ کی نماز ہماری جماعت کے بھائیوں نے اپنے میر مجلس مسٹر ٹی کے۔ لائی کے مکان پر ادا کی۔ احمدیان سیلون اس فکر میں ہیں کہ انکو لیکچروں کے لئے ایک ہال مل جائے اور شکر کا مقام ہے کہ وہاں کے ایک بھائی نے اس مقصد کی تکمیل کا وعدہ بھی فرمالیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ احمدیان سیلون مالاباری بھائیوں کی تالیف سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے گورنمنٹ مدراس کی خدمت میں مالاباری احمدیوں کی رفع تکالیف کیلئے ایک درخواست بھیجی ہے ٭

ماریشس مولوی حافظ غلام محمد صاحب صوفی بی۔ اے ماریشس میں بڑی سرگرمی سے تبلیغ احمدیت میں مصروف ہیں۔ ماہوار کانفرنس ہوتی ہے جسکی نسبت ہز ایکسیلنسی گورنر ماریشس سے اجازت لے لی ہے۔ اور انجمن احمدیہ روز ہل کو رجسٹرڈ کرانے کی تجویز درپیش ہے۔ ملانوں کے فتوہائے ممانعت کے باوجود کثیر التعداد لوگ صوفی صاحب سلمہ کے وعظ میں شامل ہوتے ہیں۔ ہندو اور غیر احمدی مسلمان صوفی صاحب کے وعظ بڑی دلچسپی سے سنتے ہیں اللہ تعالیٰ صوفی صاحب کے ساتھ ہو اور انکو کامیاب و صحیح و سلامت واپس لائے۔ آمین) پورٹ لوئس اور دوسرے قصبوں میں باقاعدہ احمدیہ انجمنیں بنانے اور وعظ کرنے کے لئے مکان کرایہ پر لینے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ مسٹر فوردیا صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ روز ہل اپنی مستعدی اپنے اخلاص اور اپنے جوش کے لئے قابل تعریف ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی کوششوں کو بار آور کرے۔ آمین ٭

انگلستان قاضی عبداللہ صاحب بی۔ اے بی ٹی نے لندن پہنچتے ہی دو آدمیوں کے (جنکو چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے نے تیار کیا ہوا تھا) حضور خلافت مآب میں بیعت کے خطوط بھجوائے۔ ان دونوں احمدیوں کا اسلامی نام مرد کا مسٹر حسن اور خاتون کا زیب ہے جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے ارسال کردہ فارم ہائے بیعت کو جو انگریزی میں ہیں سمجھ کر پڑھ کر بیعت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو استقامت بخشے۔ آمین ٭

آسٹریلیا مکرمی اخویم مسٹر حسن موسیٰ خان صاحب احمدی تبلیغ احمدیت میں بیش از بیش کوشش سے کام لے رہے ہیں وہاں کے اخبارات میں سلسلہ کے متعلق مضامین شائع کرتے ہیں ایک خاتون کی بیعت خلافت مآب کے حضور پہنچائی ہے جسکا نام رحیم بی بی ہے علاوہ ازیں برادر موصوف کے پاس اکثر خواتین و شرفا کے استفسارات متعلق اسلام آتے رہتے ہیں جنمیں سے بعض وہ بغرض جواب قادیان بھیجدیتے ہیں۔ یہاں سے جواب لکھ کر انکو بھیجدئے جاتے ہیں ٭

مصر نہایت خوشی کا مقام ہے کہ ایک قابل یورپین احمدی بھائی مصر میں ایک روزانہ انگریزی اخبار کے ایڈیٹر مقرر ہو کر پہنچنے والے ہیں امید ہے کہ انشاء اللہ ان کے وجود سے مصر میں تبلیغ احمدیت کے لئے آسانی پیدا ہو جائے ٭

بنگال چوہدری ابوالہاشم صاحب ایم۔ اے کے برادر اصغر چوہدری ابوالعاصم صاحب۔ جو کہ آجکل دارالامان میں مقیم ہیں۔ تبلیغ احمدیت کے لئے نادر نادر مضامین بنگلہ زبان میں لکھ رہے ہیں جسکو وہ بعد اصلاح چوہدری صاحب ایم۔ اے کے بنگال میں شائع کرینگے ٭

سکندرآباد دکن برادر مکرم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب (جو اگرچہ تازہ ہی سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں لیکن اپنے اخلاص و جوش میں روز افزون ترقی کر رہے ہیں) ایک کتاب گجراتی زبان میں تصنیف فرمائی ہے جسمیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اہمیت اس میں داخل ہونے کی ضرورت اور احمد نبی اللہ کے مسیح موعود ہونے کے دلائل وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے اور اس کتاب کے پریس میں دیدیا ہے۔ اور مبلغ پانچسو روپیہ کے مصارف سے جو اپنی ذات سے

... اللہ تعالیٰ ... ہماری کوششوں میں برکت ... آمین ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فاروق قادیان

قادیان دارالامان - مورخہ ۱۱ - نومبر ۱۹۱۵ء

موجودہ جنگ یورپ اور ہمارا فرض

نمبر (۲)

فاروق کی گذشتہ اشاعت مورخہ ۱۴ - اکتوبر میں ہم اسپر کسی قدر لکھ چکے ہیں۔ اب اس دوسرے نمبر میں کچھ اور عرض کرنا چاہتے ہیں ناظرین فاروق اسے ملاحظہ فرماویں :-

گورنمنٹ برطانیہ کی غرض

اسوقت گورنمنٹ برطانیہ انسانوں کی جانوں اور ملکوں کی حفاظت کے لئے جرمن جیسے ایک خطرناک حریف کے مقابلہ میں مشغول ہے۔ ہماری گورنمنٹ خونریزی کرنے کی سخت دشمن ہے۔ اور اس کی غرض ہمیشہ یہی رہتی ہے کہ دنیا میں صلح اور امن کی حکومت ہو چنانچہ اسی صلح کے لئے فرانس اور روس جیسے قومی دشمنوں کے ساتھ صلح کر کے ایک ایسا معاہدہ کرنے میں کامیابی حاصل کی تھی جسکی رو سے یورپ میں قیام امن کا انتظام کیا گیا۔ اور اسی غرض کے لئے ایک محل صلح کی بنیاد رکھنی مشترکہ سرمایہ سے تجویز کیگئی۔ موجودہ جنگ جیسے خطرناک موقعہ پر بھی گورنمنٹ نے اپنے اصول کو نہیں چھوڑا۔ بلکہ ہر طرح کوشش کی کہ کسی طرح تمام امور متنازعہ صلح اور آشتی اور بردباری سے طے ہو جائیں۔ صلح اور امن قائم رکھنے کے لئے پوری کوشش کی۔ اور اخیر دم تک صبر کیا۔ اور بہت برداشت کی لیکن دشمن سر پر ہی چڑھتا آیا۔ گورنمنٹ کی بردباری کا تو اس سے بھی ثبوت ملتا ہے کہ اس جنگ کے لئے کوئی پہلے تیاری انکی طرف سے نہیں کیگئی۔ جرمنی جو کئی سالوں سے جنگ کی طیاری میں لگا ہوا تھا اسکی نیت دنیا میں فساد کرنے کی تھی۔ لیکن ہماری گورنمنٹ چونکہ صلح و امن کو پسند کرتی ہے۔ اور خونریزی سے متنفر ہے۔ اس نے ایسے خونریز جنگ کے لئے کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ مگر جب سر پر آپڑی تو اب مروت سے بعید تھا کہ حلیفوں کا ساتھ نہ دیا جائے۔ اسلئے ہماری معزز گورنمنٹ کو بھی دوسرے حلیفوں کے ساتھ جنگ میں الجھنا پڑا ؛

برتری طاقت

ہر ایک بات کا نتیجہ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ لیکن جو فرانس آجکل نظر آرہے ہیں اون سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا دشمن ہلاک ہوگا۔ جرمنی کی نہ تو بری طاقت ہی اتنی قوی ہے۔ اور نہ ہی بحری طاقت ہی اسکی ایسی ہے کہ جس کا مقابلہ نہ ہو سکے۔ آپنے اوسکی بری اور بحری طاقتوں کے کارنامے دیکھ لئے ہیں کہ دن بدن وہ زک پر زک اٹھائے جا رہا ہے اور ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکا۔ اور اسکو بخوبی معلوم ہو گیا ہے کہ برٹش پنجہ فولاد کیسا قوی اور مضبوط ہے۔

دوستو! جنگوں کے نتائج بہت بُرے ہوتے ہیں بے تعداد جانیں ناحق ہلاک ہو جاتی ہیں۔ جائدادیں اور عزتیں تباہ ملک ویران ہو جاتے ہیں۔ جنگ ایک آگ ہوتی ہے۔ جو گویا دوزخ کا نمونہ دنیا پر ہوتا ہے۔ اس کے بُرے اثر سے بچنے کے لئے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے ؛

ہمارا پہلا فرض

اگرچہ جنگ بعض حالات میں مفید بھی ہوتے ہیں۔ کیونکہ اسکے بعد امن اور صلح قائم ہو کر ملک آباد ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ جنگ بہت خطرناک ہے اور اون جنگوں میں سے نہیں۔ جن کا نتیجہ اچھا ہوا کرتا ہے۔

ہمکو حکم ہے کہ قوا انفسکم و اھلیکم نارا۔ اسلئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے نفوس اور اہل کو اس آتش جنگ سے بچانے کی کوشش کریں۔ اور ہم ضرور گنہگار ہوں گے۔ اگر ہم اپنے ان فرائض کو جو ہم پر اسلام نے ڈالے ہیں۔ ادا کرنے میں غفلت کرینگے وہ بہت قسم کے فرائض ہیں۔ مثلاً

(۱) ہمارا پہلا فرض تو یہ ہے کہ ہم کو جو نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاء ہوئی ہے ہم اسکی شکرگذاری اور قدر کریں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی پُرامن حکومت ایک انعام الٰہی ہے۔ ہمپر فرض ہے کہ اس انعام کی قدر اور اسکے لئے شکرگذاری کریں۔

شکر صرف اسبات کا نام نہیں کہ چند کلمات اور محاورات اپنے مُنہ سے بول دئے جائیں بلکہ اسکے لفظی مفہوم کے ماتحت ایک نہایت اہم عملی کیفیت ہے۔ کہ اس کی کماحقہ قدر اور حفاظت کی جائے وہ کیونکر کی جائے ؟ اسطرح کہ گورنمنٹ عالیہ کے فوائد اور حقوق کی معرفت تامہ کا علم حاصل کیا جائے۔ اور پھر اسکے فوائد اور منافعات کو سمجھ کر اون سے متمتع بھی ہوں۔ اور انکی حفاظت کرنے میں اپنی قوتوں اور وسائل کو وفاداری سے صرف کریں۔ اور اسکے لئے غیرت رکھیں ؛

وفاداری

وفاداری اسلامی غیرت کا ایک شیوہ ہے۔ وفا انسانی مروت اور جوہر شجاعت کا حقیقی آلہ ہے یہ ایک قیمتی اور قابل قدر وصف ہے۔ کہ انسانی سوسائٹی کے جس طبقے میں اس کا کوئی تھوڑا سا اثر بھی پایا جاتا ہے۔ وہاں ہی اسکی قدر اور عزت کی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک وفاداری نہایت ہی پسندیدہ اور اجر بخش صفت ہے۔ تمام کمالات وفاداری ہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ وفاداری کی عزت یہاں تک ہے کہ بعض ایسے کاموں میں بھی جہاں کہیں اس کا کسی انسان سے اظہار ہوا ہے جسکو سوسائٹی ناپسند کرتی اور بُرا کہتی ہے۔ وہاں بھی اس کی تعریف ایسے زور سے کی جاتی ہے کہ اوس قبیح بات کو نیچے دبا کر وفاداری کے لباس سے اسکو خوبصورت بنا دیا جاتا ہے۔ اس پنجاب ہی میں بعض قصے مشہور ہیں۔ ان قصص کے جو لوگ ہیرو کہے جاتے ہیں۔ ان کے اون قصص سے اگر وفاداری کے اجزا نکال دیں تو نہایت ناپسندیدہ حرکات باقی رہ جاتی ہیں۔ جیسے ہیر و رانجھا۔ سوہنی و مہینوال یا دیگر امصار کے لیلیٰ و مجنون وغیرہ کے واقعات جو قصہ نویسوں نے لکھے ہیں۔ اون جیسے حالات تو روزمرہ دیکھے جاتے ہیں لیکن انکو اتنی بڑی شہرت کی عزت صرف انکی وفاداری کی وجہ سے حاصل ہی ہے۔

غرض وفاداری جب بُرے کاموں پر پردہ ڈالکر انسان کی خوبی میں داخل کر دیتی ہے تو ایسے اعلیٰ کاموں کے لئے اس کا اظہار تو انسانی اعزاز کے بڑھانے کا بہت بڑا موجب ہے۔

گورنمنٹ نے اپنی مہربانیوں اور احسانوں سے ہماری گردنیں جھکا دی ہیں۔ اور ایسے ایسے بڑے احسانات سے ہمکو گرویدہ کر لیا ہے۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم وفاداری کا تحفہ پیش کریں ؟ اگر ہم آدم زاد ہیں۔ اگر ہم میں انسانیت ہے۔ اگر ہم میں شرافت ہے اگر ہم میں حقوق شناسی کا مادہ ہے اگر ہم اسلام کے پابند ہیں۔ اگر ہم نبی نوع انسان کے خیرخواہ ہیں اگر ہم خدا تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔ اگر ہم کو مذہبی طور پر اطاعت اولی الامر کا حکم ہے۔ اگر ہم احسان فراموش نہیں کہلانا چاہتے۔ اگر ہم بغاوت سے نفرت رکھتے ہیں تو بے شک ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کا عملی ثبوت دیں اور بلا کسی تصنع اور بناوٹ کے سچے دل سے اپنی

محسن گورنمنٹ کے وفادار اور خیرخواہ ہو جائیں

اور سب سے پہلا فرض وفاداری کریں

ہمارا دوسرا فرض

پھر اس کے بعد اس نعمت کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔ جو ہمیں حتی الوسع ادا کرنا چاہیئے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان میں اللہ تعالیٰ ہمیں حکم کرتا ہے کہ ہم اپنے محسن کے احسانات کا احسان سے بدلہ دیں بلکہ یہ بھی حکم ہے کہ تھوڑے احسان کا بہت زیادہ احسان سے بدلہ دیں۔ اور اگر زیادہ نہ ہو سکے تو برابر ہی سہی۔ چونکہ اسلام ایک طبعی اور فطرتی مذہب ہے۔ اور اسکے تمام مسائل انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔ اور انسانی فطرت کا طبعی تقاضا ہے کہ وہ اپنے محسن کے ساتھ اپنے مال کے مطابق باحسان پیش آوے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ؐ اور اس کا بدلہ احسان کے ساتھ دے۔ اسجگہ یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ احسان سے کیا مراد ہے ؟ ہر شخص جانتا ہے کہ انسان اپنی ضروریات حیات کے حصول میں خود مختار نہ آزاد و بے تعلق نہیں بلکہ سراسر محتاج ہے وہ تمام بھلائیاں جو

مختصر نوٹ

بنگال میں مسلمانوں کی قابل رحم حالت

احاطہ بنگال میں صرف ایک ضلع ندیا ہی کو لیجئے۔ قابل وثوق کاغذات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک پندرہ ہزار سے زیادہ مسلمان وہاں عیسائی ہو چکے ہیں!

اسی طرح اضلاع جسور۔ کھلنا۔ باریسال اور مالدہ وغیرہ میں صدہا مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں۔ بنگال کے ساتھ ہی چھوٹا ناگپور اور آسام ہے یہاں عیسائی مشن جن عظیم الشان سامانوں کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ اور ان کے جو نتائج ہیں وہ بہت اندیشناک ہیں۔

اس ارتداد کا اصلی سبب زیادہ تر مسلمانوں کی جہالت اور اپنے مذہبی احکام سے بیخبری اور شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی ہے۔ ان مسلمانوں کے اعمال و اطوار کو دیکھ کر مشکل انہیں مسلمان کہا جا سکتا ہے۔ ہندوؤں کے ساتھ رہتے رہتے صدہا مشرکانہ اعمال و عادات میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ سو میں ستر سے زیادہ مسلمان ایسے ہیں جنکی روزانہ زندگی میں کوئی علامت مسلمان ہونے کی نہیں مل سکتی نہ تو انہیں نماز کی خبر ہے نہ روزے کی نہ خدا کی توحید سے سروکار ہے اور نہ رسول کی رسالت اور قرآن کریم کے احکام سے ؛

ہندوؤں کے ساتھ رہتے رہتے ان میں چھوت کا مرض پیدا ہو گیا ہے۔ اور متعدد مسلمان جماعتیں ہیں جن سے وہ بالکل ہندوؤں کی طرح چھوت کرتے ہیں۔ دیہاتوں میں جائیے تو آپ کو صدہا گھرانے ایسے ملیں گے جنکے نام تک اسلامی نہیں ہیں اور علانیہ کالی دیبی کی پوجا کرتے ہیں۔ ایک اور گروہ یہاں ناڑا رفیق کے نام سے مشہور ہے جو علانیہ شراب اور تاڑی پیتا ہے۔ اور اس طرح کے تمام فسق و فجور کو نہایت مقدس باطنی عمل قرار دیتا ہے۔ روز بروز اس فرقہ کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اور ہزارہا آدمی اس شرمناک حالت میں غرق نظر آتے ہیں ؛

ضرورت ہے اسبات کی کہ حکیم خلیل احمد صاحب کے بہت سے معاون اللہ کے لئے مبلغ بن کر بنگال کے علاقوں میں پھیل جائیں ؛

انڈین سول سروس کے نوجوان حکام کو نصائح

مسٹر آسٹن چیمبرلین وزیر ہند نے پچاس جدید عہدہ داران انڈین سول سروس کو نصیحتاً فرمایا:- کہ ہندوستان میں صرف مقدار کار ہی کا شمار نہ ہوگا بلکہ جس طریقہ سے کام کیا جائے گا۔ اُسے بھی ملحوظ رکھا جائے گا۔ قومی عزت دراصل آپ ہی لوگوں کے ہاتھوں میں ہے، آپ ایک ایسے وقت میں ہندوستان کو جا رہے ہیں جبکہ ہندوستان کی نسبت تمام حدود سلطنت میں ہمدردی اور دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ اور ہندوستان ہمارے عطا کردہ حقوق کو ترقی دینے کا راستہ تلاش کر رہا ہے تمہارے پیشرو حکومت سے کام لیتے تھے مگر تمہیں زیادہ سے زیادہ رفق و ملائمت سے کام لینا چاہیئے۔

یہ نصائح تمام ہندوستان کے لئے قابل شکر گذاری ہیں ؛

میعاد مقررہ پر سانپ کے کاٹنے کا علاج

کئی مختلف علاج تیر بہدف ثابت ہوئے انمیں سے ایک علاج یہ تھا۔ کہ مار خور جو پہاڑ میں ایک جانور ہوتا ہے۔ اس کا چمڑہ اگر بیمار اپنے پاس رکھے تو سانپ اسکے نزدیک نہیں آتا۔ دوسرا نیولا جو جانور ہوتا ہے۔ اگر اس کو مار کر ایک دیگ میں ابالی دیں۔ اور اس پانی سے اس شخص کو نہلا دیں۔ جسکو سانپ کاٹتا رہتا ہے، تو بھی سانپ کے کاٹنے سے اس مریض کو نجات مل جاتی ہے۔ علاوہ ان کے سب سے سہل علاج یہ ہے کہ چھوٹی چولیری جو ایک قسم کی بوٹی ہوتی ہے۔ اور پانی کے چھپڑوں کے آس پاس بہت ہوتی ہے اس کے پھول کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ اگر اس کو اُبال کر اور گھی میں بھون کر اور نمک ڈالکر روزمرہ جتنے روز کے بعد سانپ کاٹتا ہو۔ اگر کہا جاوے تو دن بھر اثر جسم انسان میں متمکن رہتا ہے۔ اس کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر سانپ کاٹتا نہیں ہے ؛

خوفناک مظالم

معتبر رپورٹیں جو یہاں موصول ہوئی ہیں اُن سے پایا جاتا ہے کہ ترکوں نے اپنے حکموں میں جبر و تعدی کا اظہار کیا ہے۔ زمانہ ماسبق میں بھی مختلف مقامات پر قتل عام ہوا ہے لیکن جابروں نے ہر ایسے وقت میں تہذیب و شائستگی کو ضرور ملحوظ رکھا تھا۔ لیکن موجودہ زمانہ تہذیب و تمدن میں ایشیائے کوچک اور شمالی سیریا میں ایسی بے تمیزی سے کشت و خون ہوا ہے جس کی مثال اس تباہ کن جنگ میں بھی نہیں پائی جاتی۔ جہاں کہیں آرمینیوں کی آبادی ہے۔ وہاں حیلہ و فریب سے کام لیا گیا ہے۔ لوگوں کو جلاوطنی کا حکم دیا جاتا ہے۔ لیکن جب وہ نہیں مانتے تو انپر حملہ کیا جاتا ہے۔ اور جانوروں کی طرح ذبح کئے جاتے ہیں۔ اور بفرض محال اگر وہ حکم کی تعمیل کریں تو ان کے ساتھ اس سے بھی بُرا سلوک ہوتا ہے۔ آدمیوں کو یا تو گولی سے اُڑا دیا جاتا ہے یا وہ فوج میں کام کاج کرنے کے لئے بھیجدئے جاتے ہیں۔ بزرگوں کو بعد عضو شکنی جان سے مار دیا گیا ہے۔ عورتوں اور بچوں کو یا تو بطور غلام بیچ دیتے ہیں یا انکو حرم میں داخل کر لیتے ہیں جو باقی بچ رہے انہیں جنگلوں میں بھگا دیا گیا ہے وہ جو بھوک اور فاقہ سے چل نہیں سکتے۔ سڑک کے کنارہ سسک رہے ہیں۔ اور جن کی منزل مقصود ہو سو پوٹامیا کے جنگلات تھے وہ پہنچنے کو تو پہنچ گئے ہیں مگر فقر و فاقہ کی وجہ سے دنیا میں چند دنوں کے مہمان ہیں کیونکہ وہاں خوراک وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں۔ امدادیوں کے قیدی جو حال میں واپس آئے ہیں ان بیانات کی تصدیق کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ انہیں راستہ میں بے خانماں مرد و بچے ملے۔ جنہیں ترک سپاہی گھوڑوں یا خچروں پر سوار دھکیلتے ہوئے جا رہے تھے۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کی حالت نہایت دردانگیز تھی جو اپنی ماؤں اور بہنوں کو تلاش کر رہے تھے۔ یہ بیچاریاں یا تو سفر میں ہی مر چکی ہیں یا کسی جنگل میں بھوک کی شدت سے جانکنی میں ایڑیاں رگڑ رہی ہیں۔ اُمید ہے کہ کوئی شخص ایشیائے کوچک شمالی اسیریا کے مظالم کو بنظر استحسان نہیں دیکھے گا ؛

دیوان عام میں وزیر اعظم کا بیان

لندن ۲- نومبر کا تار ہے کہ مسٹر ایسکوتھ نے دیوان عام میں جنگ کے متعلق تقریر کی۔ ہاؤس کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ سب سے پہلے ملک معظم کے حادثہ پر اظہار رنج و افسوس کرتے ہوئے کہا کہ ہز میجسٹی کے صدمات اندیشناک نہیں۔ اور میں نے ہز میجسٹی کو پارلیمنٹ اور ملک کی طرف سے اظہار عقیدت و احترام اور محبت کا یقین دلایا ہے۔

اسکے بعد مسٹر ایسکوتھ نے کہا کہ میں جنگ کے متعلق قوم کی موجودہ اور آئندہ حالت پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ موجودہ حالت اس امر کی مقتضی ہے کہ آئندہ حالت کا صحیح طور پر احساس کیا جاوے۔ صبر و استقلال سے غیر معمولی طور پر کام لیا جائے۔ اور ہمت و جرأت کا کافی سے زیادہ اظہار کیا جائے۔ گذشتہ ۱۵ ماہ میں ہمنے رنگروٹوں کی عظیم تعداد بھرتی کی ہے۔ اور ہندوستان اور برطانی مقبوضات نے بھی اسبارے میں قابل قدر امداد دی ہے۔ محکمہ بحری نے بھی نہایت کامیابی سے ۲۵- لاکھ آدمیوں کو میدان جنگ میں پہنچانے اور ۳ لاکھ ۲۰ ہزار مریض و مجروحین کو وہاں سے انگلستان لانے میں مدد دی ہے۔ برطانیہ کے عظیم بیڑے کے آدمی ناقابل بیان قابلیت کا اظہار کر رہے ہیں۔ اگرچہ انکی کارگذاری پر زیادہ توجہ نہیں کی جاتی نہ اسے زیادہ شہرت دیجاتی ہے انہوں نے سمندروں کو جرمن جہازوں سے پاک کر دیا ہے۔ اب جرمن بیڑا کسی ایسے سمندر میں جہاں اسپر حملہ کیا جا سکے منہ دکھانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ جرمنوں نے مغربی رزمگاہ میں بہیئت مجموعی ماہ اپریل کے بعد ایک فٹ زمین پر بھی قبضہ نہیں کیا۔ پھر روسی سپاہ کی بھی بہت تعریف کی اور توقع اور اعتماد ظاہر کیا کہ وہ بہت جلد غنیم کو پسپا کر دیگی۔

بحری مبصروں کے ساتھ کامل مشورہ کرنے اور اسبارے میں لارڈ فشر کے بعض شکوک و شبہات کے باوجود گورنمنٹ نے بالآخر دردانیال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی جنگی کارروائی کے لئے اجازت دی تھی۔ فرانس نے بھی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ اور گرانڈ ڈیوک نکولس نے اس کا گرم جوشی سے خیر مقدم کیا۔ مسٹر اسکوتھ نے کہا کہ اسبارے میں کسی خاص وزیر پر ذمہ داری کا بوجھ ڈالنے کی کوشش بے سود اور بے معنی ہے۔

مارمورا میں برطانی آب دوز کشتیوں اور گیلی پولی کی سپاہ کی کارگذاری قابل تعریف ہے۔ یہ سپاہ ۲ لاکھ ترکوں کی روک تھام کر رہی ہے۔ دردانیال کے تمام مسئلہ پر غور و توجہ کی جاری ہے بلقان کے بارے میں یاس انگیز نتائج کا اعتراف ہے۔ اور یونان کے سروی یونانی معاہدہ پر قائم نہ رہنے کا خاص طور پر ذکر کیا۔ اور اسپر زور دیا کہ اتحادی سرویا کو غنیم کا شکار نہ بننے دینگے ؛

مالی حالت اندیشناک ہے۔ مصارف کا موجودہ بار گراں اس وقت تک اٹھایا نہیں جاسکتا جب تک گورنمنٹ اور افراد قوم ہر دو کی طرف سے حد درجہ کی کفایت عمل میں نہ لائی جائے۔ جبری فوجی خدمت کو نامناسب یا ناجائز قرار نہیں دیتا۔ مگر میری رائے میں اس کو رائج کرنے کے لئے ایسی منظوری حاصل کرلینی چاہیئے جسے قریباً عام رائے سے تعبیر کیا جاسکے۔ میرے خیال میں لارڈ ڈربی کی تکیم سے قابل اطمینان نتائج حاصل ہوں گے۔ مگر میں کسی تجویز پر بالخصوص زور نہیں دینا چاہتا۔ بلکہ میرا مصمم ارادہ ہے کہ جسطرح بھی ممکن ہو اس جنگ میں فتح حاصل کی جائے۔

میرے خیال میں مجلس وزراء کی جنگی کمیٹی جس کے ہاتھ میں انصرام جنگ کی اصلی کارروائی ہے۔ اسکے اراکین کی تعداد کم از کم تین اور زیادہ سے زیادہ پانچ ہونی چاہیئے۔ اور اسکے اہم فیصلوں کی مجلس وزراء کو اطلاع رہنی چاہیئے ؛

سروی امداد کے متعلق

دیوان عام میں سر ایڈورڈ گرے نے اس بیان کی پُرزور تردید کی کہ پس و پیش اور لیت و لعل میں سرویا کو مؤثر امداد نہیں مل سکی ہم اسبارے میں فرانس سے کامل مشورہ کرتے رہے ہیں کہ مشرق فریہ کو جو سپاہ بھیجی گئی ہے۔ اس کو کس طریق سے بہترین استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ اور اس میں مطلق کسی قسم کی تاخیر عمل میں نہیں لائی گئی۔

ہم سے جسقدر سپاہ بہم پہنچ سکتی تھی۔ سالونیکا میں اتار دیگئی ہے اور اب ہم بلقان میں مصروف پیکار ہیں۔ اور مشرق کی طرف مزید سپاہ بھیجنے کا بھی انتظام کیا جارہا ہے۔ انگلستان اور فرانس نے سرویا کو اس مشکل کے وقت میں حتی الامکان امداد دینے سے دریغ نہیں کیا حالانکہ گورنمنٹ یونان نے سروی یونانی معاہدہ کا مختلف مطلب قرار دیکر امداد سے ہاتھ اٹھالیا ہے ؛

چین میں شاہی حکومت کی تحریک

گورنمنٹ چین نے لکھا ہے کہ وہ ہمیشہ اس تحریک کی مخالفت کرتی رہی ہے مگر حال کے واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس تحریک بزور دبانے کی کوشش کرنا ملک کے امن و امان میں خلل انداز ہوگا۔ اس لئے گورنمنٹ کو اسکے سوا چارہ نہیں کہ قانون کونسل نے جو مسودہ پاس کیا ہے۔ اسکو شایع کردے اور نامبین رعایا کی ایک مجلس بدیں غرض مرتب کرے کہ وہ رعایا کی خواہش کے مطابق اس آئین مسئلہ پر غور و خوض کریں۔ پانچ صوبے اس سے پیشتر آئین شاہی حکومت کی تائید میں رائے دے چکے ہیں۔ صوبجات میں اس تحریک کی ایسی سختی سے مخالفت نہیں کی گئی۔ اور اندیشہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں پائی جاتی۔ باغیوں کی قلیل تعداد جس نے چینی قانون سے باہر جا پناہ لی ہے۔ اس وقت کچھ نہیں کر سکتی۔ آخر میں لکھا ہے کہ مشرق قریبہ میں حتی الامکان قیام امن کی کوشش کی جائے گی ؛

جنگ کی مختصر مگر معتبر رپورٹ

جرمن کراگریواز کے مشرق میں پہاڑوں پر جنگ کر رہے ہیں۔ بلغاری کراگریواز سے مغرب کی جانب نش کی سمت بڑھ رہے ہیں۔ آسٹرویوں کی جارحانہ کارروائی ویشگراڈ کے مشرق میں جاری ہے۔ مانٹی نگرویوں کے جوابی حملے پسپا کئے گئے ہیں ؛

جرمنوں نے کشتیوں کے ذریعہ دریائے ڈونیا کو ٹرنڈرک سٹیٹ کے اوپر عبور کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ ناکام رہے۔ اور روسی ڈوبرتسک کے مغرب میں بڑھ گئے۔ غنیم نے ۲۷ میل شمال مشرق کو دریائے سٹر پر حملہ کیا۔ لیکن اسے دلدلوں کی طرف پسپا کردیا گیا۔ تباہ شدہ جدید افواج نے دوبارہ حملہ کیا۔ لیکن اسے سخت نقصان پہنچا۔ نیز اسے خندقوں کی طرف پسپا ہونا پڑا۔ ٹارنوپول کے جنوب مغرب میں روسیوں نے کامیابی سے آسٹرویوں پر حملہ کیا اور سٹرپیا پر ۸۰۰ افسر اور ۳۵۰۰ سپاہی قید کرلئے ؛

فرانسیسی کہتے ہیں کہ سوم کے جنوب میں تیوول اور سینٹ کوئنٹن کے علاقے میں شدید جنگ ہوئی۔

اطالوی جارحانہ کارروائی جاری ہے۔ سپاہ اسونتزو کے ساتھ مسلسل بارش میں جانبازانہ حملے کر رہی ہے۔ اس نے پلادر کے نواح میں اور باڈگورا کی پہاڑیوں پر مستحکم مورچوں پر قبضہ کرلیا ہے۔ اور غنیم کی خندقوں کی چوتھی لائن کو جو بہت مضبوط تھی توڑ کر نکل گئی ہے۔ سطح مرتفع کارسو کے جنوب مشرق میں بھی اطالویوں نے ترقی کی ہے ؛

ہوائی جنگ

زمانہ زیر رپورٹ میں متخاصم ہوابازوں سے ۲۴۰ مرتبہ آویزشیں ہوئیں۔ جن میں برطانی ہر موقع پر کامیاب رہے۔ ایک موقع پر ایک افسر نے چار متخاصم ہوابازوں کو مصروف پیکار کیا۔ اور بھگا دیا ایک اور موقع پر دو افسروں نے چھ جرمن ہوابازوں کو مصروف پیکار کیا۔ اور کم از کم ایک ہوائی جہاز کو بیکار کردیا۔ ایک اور افسر کے ہوائی جہاز کو اگرچہ ۳۰۰ جگہ گولیاں لگیں۔ مگر اس نے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کی ؛

نئے جہازوں کی تیاری

صیغہ پریس کا اعلان ہے کہ گورنمنٹ نے نئے جہازات کو کافی تعداد میں تیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے یہ جہاز خاص اشیاء کے متعلق اہم قومی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے مستعمل ہونگے۔ نیز ممالک غیر کی بندرگاہوں کے درمیان سلسلہ جہاز رانی میں لائنس کے ذریعہ سہولت بہم پہنچانے کا فیصلہ کیا گیا ہے ؛

پشاور میں نزدوکوب

پیغام کے دست و بازو زمیندار نے یہ خبر چھاپی ہے کہ مولوی غلام حسن صاحب پشاوری کی گلی میں جو مسجد ہے اسکے غیر احمدی امام مسجد کو احمدیوں نے زدوکوب کیا۔ سلسلہ کی تیس سالہ تاریخ بتاتی ہے کہ احمدی ہمیشہ مظلوم رہے ہیں۔ اسلئے اس خبر کو ہم معتبر نہیں سمجھتے۔ البتہ غیر مبایعین چونکہ کسی امام کے ماتحت نہیں اسلئے ہوسکتا ہے ان سے کوئی غلطی ہوئی ہو۔ مفصل پھر لکھیں گے ؛

اسمیں ذلت کسکی ہوئی

پیغام ۷ نومبر میں لکھا ہے کہ سیالکوٹ میں محمودیوں (جماعت احمدیہ سے مراد) کی بڑی ذلت ہوئی کیونکہ ہمارے (غیر مبایعین کے) جلسے میں تین چار ہزار حاضرین تھے۔ اور وہاں انکے جلسے میں معدودے چند اس کا جواب خود اسی پیغام کے صفحہ ۳ پر موجود ہے۔ بایں الفاظ

"ہمیں اسبات سے کوئی رنج نہیں کہ ہمارے جلسے میں تھوڑے لوگ آئے۔ اور انہیں زیادہ ہجوم تھا۔ کثرت پر ناز کرنا یا قلت کا رونا رونا یہ ہمارا کام نہیں یہ کام انہیں لوگوں کو مبارک رہے جو آج صریح نص قرآنی کے خلاف کسی صداقت کی بنیاد × × × کثرت افراد پر رکھتے ہیں ہم تو بحمداللہ اسی قلت پر ہی راضی ہیں جو قلیل من عبادی الشکور کا الٰہی سرٹیفکیٹ دلاتی ہے" (منقول از پیغام صلح کالم ۳ مورخہ ۷ نومبر ۱۹۱۵ء)

سلسلہ کا دن دوست اپنے ہاتھ کرلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام اور دیگر مذاہب

کرشن اوتار کی بشارت

ذیل کا مضمون مولوی نظام الدین صاحب طالب علم کالج مبلغین نے اپنے سچے جوش سے لکھا ہے۔ جو بھاشہ بدھ دیو شنکر جی جالندھری کے لئے بطور بشارت ہے۔ امید ہے۔ مہاشہ موصوف اِس خیر خواہ کی آواز پر دھیان کرینگے (ایڈیٹر)

اللہ تعالےٰ کی سنت قدیمہ اور قانون قدرت کی طرف جب غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شے کو ایک قدرتی تغیر لگا ہُوا ہے۔ اور پھر ہر ایک چیز کی حالت جب اعتدال سے بڑھ جاتی ہے تو اپنی مخالف حالت کو کھینچ کرتے آتی ہے۔ مثلاً جب امساک باران کی وجہ سے پانی خشک ہو کر بخارات کی شکل اختیار کر کے آسمان کی طرف پرواز کر جاتا ہے۔ اور پھر اسپر ایک اور تغیر سردی کا آتا ہے تو پھر پانی بن کر زمین کی طرف رجوع کرتا ہے پس بعینہٖ انسان کے لئے ایک رُوحانیت کا سلسلہ ہے۔ کہ جب دنیا میں گناہ بڑھ جاتا ہے۔ اور دنیا بدتر کاموں کو چھوڑ کر اپدیر کاموں میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اور کوئی نیک و بد کا امتیاز نہیں رہتا۔ اس وقت پھر بعض نیک پرشوں کا آتما چاہتا ہے کہ کوئی ایسی رُوحانی بارش آئے جو خشک دلوں کو تر و تازہ کر دے اسی طرح اس زمانہ میں ہر ایک جانب سے پاپوں کی ہوا چلی۔ اور بڑے بڑے اپدر کام سرزد ہوئے۔ تو اس پرماتما کے طالب جو تمام عیوب سے پوتر ہے پکار اُٹھے کہ اب کوئی اوتار پُرش آوے۔ جو کرشن جیسے صفات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور رودر گوپال ہو یعنی ایسے ملیچھ اور دشٹوں کا جو پوتر پرشوں پر جھوٹے الزام لگاتے اور ان کو گالیاں نکالنے اور طرح طرح کی تکالیف پہنچاتے ہیں ناش کر کے پھر دوبارہ پاپی دنیا کو ایک راستی کا جامہ پہنانے والا اور گئو آتما پرشوں کی پالنا کرنے والا۔ چنانچہ انہیں عاشقوں میں سے ایک عاشق پُرجوش کرشن کے عشق کے راگ گانے والا رشی آتما جالندھر سے اپنے عشق بھری اور درد والی آواز سے کرشن جی مہاراج کے آنے کی آرزو ظاہر کرتا ہے۔ جس کا نام مہاشہ بدھ دیو شنکر جی جالندھری ہے۔ وہ کرشن اخبار ۱۰ ستمبر ۱۹۱۵ء میں جو راولپنڈی سے نکلتا ہے۔ لکھتا ہے:-

کرشن تیری ہی طرف ہیں اب نگاہیں لگ رہی ہیں
جلد آئیے گا نہیں گینا سُنانے کے لئے
جس کو سُن کر مُردہ تن میں از سر نو آئے جان
اور ہم تیار ہوں فیوچر بنانے کے لئے
مہر کا طالب ہے، شنکر در پہ میرے جلد آ
ساحل مقصود پہ کشتی لگانے کے لئے

یہ ہیں جو اُس میرے پیارے متر نے دردِ دل سے راگ گائے ہیں۔ اور شری کرشن جی مہاراج کے آنے کی آرزو ظاہر کی ہے سو پیارے متر میں بھی ایک آپ کی طرح اُس پیارے کرشن کے راگ گانے والا ہوں۔ اور اسی کا ایک ناچیز داسی ہوں۔ اور میں آپ کے سچے دل سے اور اس سچے پرماتما کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانی ایک مہاپاپی ملیچھ کا کام ہے۔ خوشخبری دیتا ہوں کہ وہ کرشنا جس کو آپ یاد فرماتے ہو۔ اور جس کی آمد ثانی کے متعلق پوتر پوتھی گیتا ڈنکے کی چوٹ پکار پکار کر شہادت دے رہی ہے کہ ٹھیک پرلے کے پہلے پھر وہی پرمیشور کا پیارا اوتار آویگا۔ وہ ملک پنجاب ضلع گورداسپور مقام قادیان شریف میں تشریف لے آیا۔ اور اُس نے جس طرح پورانی لکھتوں میں لکھا ہُوا تھا۔ اسی طرح ان پاپی منشوں کو جو پوتر پرشوں کو گالیاں نکالتے اور تہمتیں لگاتے تھے۔ اور طرح طرح کے پاپوں میں مُبتلا تھے۔ قہری تلوار سے جو اس پرمیشور کی طرف سے اُسکے پیاروں کے دشمنوں کے سر پر چلا کرتی ہے ٹکڑے ٹکڑے کیا پیٹ چاک کر کے تمام پرتھوی میں ایک نشان بنا کر دکھلا دیا اور پھر گئو سبھاؤ پرشوں کی پالنا کی۔ انکو وہ رُوحانی جل پلا کر پھر زندہ کیا۔ اور دلوں کے خشک شدہ باغوں کو سرسبز کر دیا اس پر اکاش بانی ہوتی تھی۔ اور وہ اپنے حقیقی معشوق سے ہر روز باتیں کرتے تھے۔ اور اسکی مخلوق کی ہدایت کے لئے طرح طرح کی کتابیں لکھ کر چھوڑ گئے جو اسّی کے قریب ہونگی۔ جسمیں تقریباً بارہ کتابیں آریوں کے لئے اور ایک سکھ صاحبان کے لئے۔ دو سناتن دھرم کے لئے لکھ کر چھوڑ گئے ہیں۔ آپنے دعویٰ فرمایا کہ میں ہندوؤں کے لئے کرشن اوتار اور مسیحیوں کے لئے مسیح موعود اور مسلمانوں کے لئے مہدی ہو کر آیا ہوں۔ سو میں اپنے پیارے متر کو جو اس پیارے کرشن کا سیوک ہونا ظاہر فرماتے ہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ وہ کرشن جی مہاراج تشریف لائے۔ اور اپنا کام تمام کر کے پھر اُس حقیقی معبود کو جا ملے۔ آپ بھی اُنکی کتابیں پڑھیں اور غور فرمائیں۔ اور اگر اس کرشن کے سوائے کسی اور کی آپ اُمید رکھینگے تو یہ آپ کا مقصود بر نہیں آئے گا۔ اور میں اس پرماتما کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آنے والا کرشن آگیا۔ مبارک ہیں وہ جو اسکو قبول کرین ٭

نظام الدین متعلم جماعت مبلغین از قادیان۔

مباہلہ کا چیلنج منظور

محمد یٰمین صاحب واتوی نے پیغام نمبر ۸۴ میں پھر مباہلہ کے متعلق کچھ لکھا ہے۔ ان کے ممدوح اور مسلمہ امیر تو اس سے جی چراتے ہیں اور انکے بھائی بند ایسے شخص کو شیطان کہتے ہیں اور ان کے ہم شہر پاگل۔ پس سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایک وحید و حمید سے مباہلہ کرنے میں کیا فائدہ ہے۔

تاہم اتمام حجت کے لئے میں مباہلہ کرنیکے لئے تیار ہوں مباہلہ چونکہ دلائل کے بعد ہوتا ہے۔ اسلئے تین اصل عقائد پر ہوگا ٭

اوّل یہ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود اللہ کے نبی اور زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں ٭

دوم یہ کہ انکے نہ ماننے والوں پر وہی فتویٰ ہے جو دوسرے انبیاء علیہم السلام کے نہ ماننے والوں پر ہے ٭

سوم۔ یہ کہ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی مسیح موعود خلیفۂ برحق ہیں ٭

پس محمد یٰمین صاحب واتوی اگر آمادہ ہیں تو ان اُمور پر مباہلہ کی تحریر اپنے اخبار پیغام میں شائع کر دیں۔ اگر ان کے ساتھ بہت بڑی جماعت ہو جو انہیں اپنا امام یا امیر سمجھتی ہو۔ تب خلیفۂ وقت بھی مباہلہ کر سکتا ہے۔ فی الحال جیسے آپ جماعت کا ایک فرد اپنے آپ کو سمجھتے ہیں ایسا ہی میں بھی ٭

خاکسار بدرالدین داروغہ لنگر خانہ احمدی قادیان ٭

درس قرآن شریف کے نوٹ

مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کے درس قرآن شریف کے نوٹ دفتر فاروق میں موجود ہیں۔ قیمت چار روپے (للعہ)

چمکار محمدی

یعنی سوانح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بزبان پنجابی منظوم تمام حالات پر مشتمل ہے احباب منگوا لیں۔ اسمیں مصنف کی امداد کا ثواب بھی ہے۔ قیمت ۴ ؎

ملنے کا پتہ:- منشی جھنڈا خاں بیہ مالی ضلع گورداسپور ٭

تذکرۃ الذاکرین

ایک شیعہ مجتہد کی کتاب کا انتخاب اُردو میں جسمیں آج کل کے مرثیہ خوانوں کو صدق عدل کی نصیحت ہے۔ مولفہ منشی خادم حسین صاحب خادم

دفتر ترقی اسلام قادیان ۱۰ ؎ کے محصول بھیجکر منگوا لو ٭

ہم اور ہمارے مخالفین

ڈاکٹر بشارت احمدؐ کے مضمون پر ایک نظر

(از جامع منقول والمعقول مولوی غلام رسول صوفی آف اجیکی)

پیام مجریہ ۱۰ و ۱۲ - اکتوبر ۱۹۱۵ء کے پرچہ میں ڈاکٹر بشارت احمدؐ کا ایک مضمون چھپا ہے جس کے پڑھنے سے یہ امر بخوبی واضح ہوتا ہے کہ حضرت سیدی .. .. حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی کی عداوت اور مخالفت میں یہ لوگ۔ حق گوئی۔ حق پژوہی۔ دیانت امانت۔ تقویٰ۔ طہارت۔ علم صحیح اور ذاست حقہ سے کسقدر محروم اور بے نصیب ہو رہے ہیں۔ اور تہذیب سے یہاں تک گر گئے ہیں کہ انکے کلام سے ایام جاہلیت کے درندہ طبع وحشیوں کے غیظ و غضب کی بُو آتی ہے۔ اور انکی تحریر گو سیاہی سے پائی جاتی ہے۔ لیکن انکی گندہ دہنی اور سوخلقی مزاج کے اثر سے اس سے ایسی بدبُو آتی ہے کہ گویا اس میں کسی سخت گندے مُردار کے متعفن اجزاء ترکیب دئے ہیں۔ اس مضمون میں کہ جس کا ہمنے اوپر حوالہ دیا ہے ڈاکٹر صاحب نے .. .. اسی طرح کا ناپاک اور غیر مہذب نمونہ پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی گندہ دہنی کا جواب تو ہم خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ البتہ انکی ان باتوں کا جواب دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ جو انہوں نے اپنی جہالت اور نادانی کی وجہ سے یا بے جا غیظ و غضب کے جوش میں آکر اور عقل و علم سے فارغ ہو کر وحشیوں کی طرح سیدنا حضرت فضل عمر کے علم و فضل پر حملے کئے۔ اور پھر آپ کی عداوت اور مخالفت میں بڑھتے ہوئے حضرت مسیح موعود پر بھی وار کر دیا۔ اور گو ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضمون کی سُرخی سے میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کا صدمہ بڑھانا ظاہر کیا ہے لیکن متن مضمون میں ڈاکٹر موصوف نے کسی بھی بزرگ سلسلہ کو نہیں چھوڑا ۔

(یہاں ہمارے محترم مولوی صاحب فاضل اجیکی نے اخویم اکمل صاحب کے متعلق کچھ جواب دیا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے جو گالیاں دی تھیں۔ اور جو اعتراض کیا۔ اس کا رد کیا ہے بخوف طوالت حذف کرنے کی معافی چاہتا ہوں۔ ایڈیٹر)

قال - جن مغالطوں کو فلسفہ کی ابتدائی کتابیں پڑھنے والے بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ اسپر انکے مُرید سر دھنتے ہیں۔ مثلاً یہی وما منع الناس ان یؤمنوا الا ان قالوا ابعث اللہ بشرا رسولا کے ماتحت جو حضرت ممدوح نے یہ فرمایا ہے کہ ہر ایک رسول بشر و منذر ہوا کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تو ضروری ہے کہ ہر ایک رسول بشر و منذر ہو۔ .. .. مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک بشر و منذر رسول بھی ہو۔ جس طرح کوئی کہے کہ انسان حیوان ہے اسکے معنے یہ تو ہونگے کہ ہر ایک انسان حیوان ہے مگر یہ معنے کبھی نہ ہونگے۔ کہ ہر ایک حیوان انسان ہوتا ہے۔ منطق کا یہ سب سے پہلا مسئلہ اور بنیادی پتھر ہے۔ جسپر میاں صاحب نے ٹھوکر کھائی ہے یا دانستہ ٹھوکر کھانے کے لئے لوگوں کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے خواجہ صاحب نے بھی اس غلطی کو پکڑا ہے ۔

اقول - ناظرین ڈاکٹر صاحب کا کلام ملاحظہ فرمانے کے بعد اب حضرت صاحبزادہ صاحب کا کلام بھی پڑھیں۔ جسکے متعلق ڈاکٹر صاحب منطقی بحث میں پڑھ کر عوام کالانعام کی نظر میں تو ماشاء اللہ اپنے تئیں کیا کچھ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اہل علم کے نزدیک اپنی مٹی خراب کرنے کے آپ ہی درپے ہیں۔ کاش ڈاکٹر صاحب خاموش رہتے اور ؎ از گلیم خویش پا بیروں منہ۔ کی ہدایت پر عمل کر کے اپنی جہالت کے پردوں کو چاک کرنے سے اپنے تئیں حلقۂ اہل علم میں ذلیل و رسوا نہ کرتے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کا مقدس کلام کہ جسکو ڈاکٹر صاحب نے قابل اعتراض بتایا ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں :-

"قرآن کریم کا جب ہم غور سے مطالعہ کرتے ہیں۔ تو اس میں بھی ہمیں نبی کی یہی تعریف معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین یعنے رسول جو ہم بھیجتے ہیں تو ان کا یہ کام ہوتا ہے کہ بعض افراد اور جماعتوں کے لئے خوشخبریاں دیتے ہیں۔ اور بعض کو ڈراتے ہیں یعنی انکی اخبار معمولی نہیں ہوتی بلکہ ایک قوم کی ترقی اور ایک دوسری قوم کی تباہی کی خبر لے کر وہ آتے ہیں۔"

اب رسولوں کے اس خاصہ کو پڑھو جو آیت میں مذکور ہوا۔ اور حضرت صاحبزادہ صاحب نے اسکی تشریح فرمائی۔ اور دوسری طرف ڈاکٹر صاحب کا وہ بے محل اور جہالت نما قضیہ جو وضع الشئی فی غیر محلہ کا مصداق ہے اسپر بھی غور کرو۔ اور دیکھو کہ صاحبزادہ صاحب کیا کہہ رہے ہیں۔ اور ڈاکٹر صاحب کیا سمجھ رہے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب تبشیر اور انذار کو اپنی کیفیت اور کمیت مخصوصہ کے لحاظ سے رسولوں اور نبیوں کا خاصہ قرار دے رہے ہیں اور گویا اس خاصہ کو منطق کے جس قضیہ کے نیچے لا رہے ہیں وہ تو یہ ہے کہ کل انسان ضاحک و کل ضاحک انسان یا جیسے کل انسان ناطق و کل ناطق انسان لیکن ڈاکٹر صاحب کل انسان حیوان کی سُنی سُنائی مثال یوں ہی بے سوچے سمجھے بیان کر کے اپنی جہالت کی پردہ دری کر رہے ہیں۔ صاحبزادہ صاحب کو بہ نسبت تساوی بین الکلیین پیش کر رہے ہیں جس کا اصل اور عکس قضیۂ موجبہ کلیہ ہوتا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب قضیہ کو بہ نسبت عموم و خصوص مطلق پیش کئے جا رہے ہیں جس کا اصل موجبہ کلیہ اور عکس موجبہ جزیہ ہے، جیسے کہ کل انسان حیوان موجبہ کلیہ ہے۔ اور اصل ہے۔ اور اس کا عکس بعض الحیوانات انسان ہے جو موجبہ جزیہ ہے۔ اب ڈاکٹر صاحب کا قضیہ بہ نسبت تساوی بین الکلیین کو قضیہ بہ نسبت عموم و خصوص مطلق پر قیاس کرنا ڈاکٹر صاحب کی وہ قابل شرم جہالت اور علمی کمزوری کا شرمناک نمونہ ہے کہ جسپر اطلاع پانے سے ایک باحیا انسان اس جہالت کی زندگی پر موت کو ترجیح دے مگر ڈاکٹر صاحب اس شرم کے انسان نہیں کہ انہیں ایسی قابل شرم لغزشوں سے کبھی نادمانہ احساس تک بھی ہو۔ کیونکہ وہ اس خطرناک ہاضمہ کے حیوان ہیں کہ اس سے بڑھ کر بھی شرمناک کارروائیوں کو ہضم کر جانے والے ہیں۔ اور طرفہ یہ کہ ڈکار تک نہیں لیتے۔ ونعوذ باللہ من ہذہ الجہالۃ والوقاحۃ والخستہ والسفاہتہ امید ہے۔ کہ اب تو ڈاکٹر صاحب سمجھ جائینگے کہ ان کا وہ قیاس مع الفارق صفت کا بے محل قضیہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے مقدس کلام پر زد نہیں ہو سکتا بلکہ اُلٹا انہی کی جہالت کے بخیئے ادھیڑنے والا ہے۔ کیونکہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے جس تبشیر اور انذار کو رسولوں کے لئے شرط قرار دیا ہے۔ اور صرف انہی کا خاصہ ٹھہرایا ہے۔ اسکے متعلق آنجناب فرماتے ہیں :-

"یعنی انکی اخبار معمولی نہیں ہوتیں۔ بلکہ ایک قوم کی ترقی اور ایک دوسری قوم کی تباہی کی خبر لے کر وہ آتے ہیں۔"

اب دیکھو حضرت ممدوح کا یہ فرمانا کہ انکی اخبار معمولی نہیں ہوتیں۔ اس فقرہ کو غور سے پڑھو۔ پھر اسکے بعد کے فقرہ کو بنظر امعان ملاحظہ کرو۔ کیونکہ وہ فقرات کہ جنپر خط کھینچا گیا ہے۔ ان سے ایک ایسی خصوصیت کا اظہار فرمایا ہے جو صرف انبیاء اور رُسل کا خاصہ ہے جس سے عام مبشر اور منذر جو بذریعہ معمولی خواب یا مجوبانہ الہام کے عام الفاظ میں خبر دیتے ہیں ہرگز ہرگز اسکے مصداق نہیں ہو سکتے۔ اسلئے اس خصوصیت کے ساتھ ہم اسکے متعلق منطقی قضیہ اسطرح سے قائم کرینگے۔ کل مرسل من اللہ مبشر (الخ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواجہ صاحب کی منطق دانی

نمبر ۱

پیغام صلح مورخہ ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء میں ایک مضمون بعنوان (مسئلہ نبوت حضرت مرزا صاحب ؑ) خواجہ صاحب کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اور اس میں حضرت سیدنا فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ اور حضرت مولانا واستاذنا سیّد محمد سرور شاہ صاحب کی شان عالی کے خلاف بہت کچھ بے جا کلمات استعمال کئے ہیں۔

چونکہ میں انکے خرمن فیوض و علوم کے خوشہ چینوں میں سے ایک خوشہ چین ہوں۔ اور میرے رُوحانی اور جسمانی طور پر محسن و مُربّی ہیں۔ لہذا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنے محسنوں اور مربیوں کی طرف سے خواجہ صاحب کی طرف سے خواجہ صاحب کے مغالطہ دینے والے مضمون کے جواب میں کچھ لکھوں تاکہ ان کی قواعد شناسی اور منطق دانی کی لاف وگزاف عوام پر آشکارا ہو۔ اور آئندہ ہرگز اپنی مصنوعی منطق کو تحریر میں نہ لاویں ؛

(۱) خواجہ صاحب کا یہ کہنا کہ "لم یبق من النبوۃ الا المبشرات" والی حدیث میں مبشرات جزو نبوت ہیں۔ اور پوری نبوت نہیں"۔ یہ بات قاعدہ منطق کے برخلاف ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جزو کا اطلاق کل پر نہیں ہوسکتا۔ اور نہ کل کا اطلاق جزو پر ہوسکتا ہے مثلاً زید کے ہاتھ پاؤں کو زید نہیں بولا جاتا۔ اور نہ یہ بولا جاتا ہے کہ زید ہاتھ ہے یا پیر ہے بلکہ یہ بولا جاتا ہے کہ یہ ہاتھ یا پیر زید کا ایک جزو ہے یا مثلاً پانی اور مصری کو جس سے شربت مرکب ہے نہیں کہا جاسکتا کہ یہ مصری یا پانی شربت ہے۔ کیونکہ ہر ایک ان دونوں میں سے شربت کی ایک جُزء ہے۔ اور جزء کا اطلاق کل پر نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح چار دیواروں اور ایک چھت سے بیت مرکب ہوتا ہے۔ لیکن ہم ایک دیوار کو جو بغیر سقف کے ہو۔ بیت نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ ہی کل بیت کو ایک دیوار کہہ سکتے ہیں۔ پس اگر خواجہ صاحب کے نزدیک مبشرات جُزو نبوت (اضافت کے ساتھ) ہیں تو پھر کیوں آگے چل کر کہتے ہیں کہ "مبشرات جزوی نبوت ہے" (صفت موصوف کے طور پر) اب اگر مبشرات ترکیب اضافی کے ساتھ جزو نبوت ہیں تو یہ کہنا کہ مبشرات جزوی نبوت ہے (ترکیب توصیفی کے ساتھ) غیر درست ہے۔ اور اگر مبشرات کو نبوت جزوی کہا جاوے تو پھر جزو نبوت کہنا صحیح نہیں۔ کیونکہ اگر مبشرات جزو نبوت بن جاویں تو انپر نبوت کا اطلاق صحیح نہیں۔ کیونکہ جُزء پر کل کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ میں نے مذکورہ بالا مثالوں سے ثابت کیا ہے ؛

اور اگر مبشرات سے مُراد نبوت جزوی لیجاوے۔ جیسا کہ خواجہ صاحب نے لکھا ہے۔ تو پھر اس صورت میں مبشرات مطلق نبوت کی ایک قسم بن جاویگی۔ اور مقسم کا بولنا اپنے قسم پر درست ہے، تو پھر نبوت جزوی پر مطلق نبوت کا اطلاق صحیح ہوا۔ کیونکہ مقسم کا اطلاق قسم پر صحیح ہے۔ اب اسکے صحیح ہونے سے خواجہ صاحب کا پہلا فقرہ کہ "مبشرات جزو نبوت ہے" غلط ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ کل کا اطلاق جزو پر نہیں ہوسکتا ؛

الغرض خلاصہ مطلب یہ ہے، کہ خواجہ صاحب کے دونوں فقروں کے درمیان تناقض اور اختلاف ہے۔ اور یہ مسلّمہ قاعدہ ہے کہ رفع نقیضین اور اجتماع نقیضین دو محال ہیں۔ پس لازماً خواجہ صاحب یا تو پہلے فقرہ یعنے المبشرات جزء من النبوۃ کو صحیح قرار دینگے تو اس صورت میں دوسرے فقرہ المبشرات نبوۃ جزویہ کو غلط تسلیم کرنا پڑیگا اور اگر دوسرے فقرہ کو صحیح کہیں تو پہلا فقرہ درست نہیں رہ سکتا۔ اب اُمید ہے کہ خواجہ صاحب اپنے دونوں فقروں کے تناقض کو رفع کرنے کی کوشش کرینگے۔ اور بتائینگے کہ کونسا فقرہ اوّل یا دوسرا صحیح ہے ؛

اب میں لم یبق من النبوۃ الا المبشرات والی حدیث کی تشریح کرتا ہوں۔ اور بتاتا ہوں کہ جو جو مثالیں حضرت میاں صاحب نے بیان فرمائی ہیں وہ بالکل درست اور برمحل ہیں۔ پس جاننا چاہیئے کہ مطلق نبوت جو لابشرط شیئی کے مرتبہ میں ہے۔ ایک مقسم ہے۔ اور اسکی دو قسمیں ہیں۔ ایک نبوۃ تشریعی جو بشرط شیئ کے مرتبہ میں ہے اور چند خصوصیات اور مزایات اسکے ساتھ ملحق ہیں۔ اور دوسری قسم نبوت کی مبشرات ہیں۔ جو بشرط لاشیئ کے مرتبہ میں ہے۔ اور کوئی خصوصیت اسکے ساتھ ملحق نہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مقسم خارج میں بغیر اپنے اقسام کے نہیں پایا جاتا۔ مثلاً مطلق علم مقسم ہے اور تصور فقط اور تصور مع الحکم اسکی قسمیں ہیں۔ اب جبکہ تصور فقط یا تصور مع الحکم پایا جاوے۔ وہاں ضرور مطلق علم بھی پایا جاویگا۔ اور مطلق علم بغیر ان دو قسموں کے خارج میں نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ مقسم کا وجود اعتباری ہوتا ہے۔ اور وہ خارج میں اپنے اقسام کے بغیر نہیں پایا جاتا۔ پس جب مبشرات موجود ہوئیں۔ جو مطلق نبوت کی ایک قسم ہے۔ تو لازماً مطلق نبوت کا موجود ہونا ضروری ہوا۔ کیونکہ مقسم قسم کے ضمن میں موجود ہوتا ہے تو مبشرات پر پھر نبوت کا بولنا صحیح و درست ہوا۔ کیونکہ قسم پر مقسم کا بولنا صحیح ہے جیسا کہ اسم کی ایک قسم ہے مگر قسم پر مقسم (کلمہ) کا بولنا جائز ہے۔ اور یہ صحیح نہیں کہ تم اسم کو جزوی اور ناقص کلمہ کہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ مبشرات کو جو کہ مطلق نبوت کی ایک قسم ہے پوری نبوت نہیں کہتے۔ بلکہ ناقص اور جزوی نبوت کہتے ہو جب اسم کو ناقص کلمہ کہنا باطل ہے۔ تو لازماً مبشرات کو بھی ناقص اور جزوی نبوۃ کہنا باطل ہوا۔ اور یہی معنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں۔ کہ لم یبق من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی المبشرات یعنے مبشرات نبوت کے اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ نوع سے مُراد وہ نوع نہیں۔ جو کہ جنس کے مقابل پر استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ جو چیز مقسم ہو وہ جنس حقیقی ہو۔ اور جو اس کی اقسام ہیں وہ انواع حقیقی ہوں۔ مثلاً مطلق انسان (لابشرط شیئ) کے مرتبہ میں نوع حقیقی ہے۔ اور انسان رومی و انسان زنگی و انسان مغربی و مشرقی اس کی اقسام ہیں لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مطلق انسان جو مقسم ہے وہ جنس حقیقی ہے۔ اور انسان رومی وغیرہ اس کی انواع حقیقی۔ کیونکہ انسان خود نوع حقیقی ہے۔ اور نوع حقیقی کے نیچے کوئی نوع حقیقی نہیں ہوتی۔ بلکہ مطلق انسان مقسم اور انسان رومی وغیرہ اسکے اقسام و اصناف ہیں۔ اسی طرح نبوت کا حال بھی ہے یعنی مطلق نبوت مقسم ہے۔ اور شریعت والی نبوت اور مبشرات والی نبوت اسکی قسمیں ہیں۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ مقسم خارج میں بغیر اپنے اقسام کے نہیں پایا جاتا۔ تو اس بناء پر مطلق نبوت مبشرات کے ضمن میں آگئی۔ اور مبشرات بھی نبوت ہوئی۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ مطلق نبوت لابشرط شئے کے مرتبہ میں ہے اور عام ہے۔ اور مبشرات بشرط لاشئے کے مرتبہ میں ہے۔ اور مقید ہے ؛

اب خواجہ صاحب کا وہ اعتراض "کہ نبوت بحیثیت جنس ہونے کے اپنے خواص میں ادنیٰ سے ادنیٰ چیز ہوئی۔ اور مبشرات اپنے خواص میں اس سے اعلیٰ" وارد نہیں ہوتا کیونکہ میں نے ثابت کیا ہے کہ نبوت اور مبشرات کے درمیان مقسم اور قسم کا رشتہ ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ ہر مقسم جنس حقیقی ہو۔ اور ہر قسم نوع حقیقی ہو جیسا کہ میں نے مطلق انسان اور انسان رومی وغیرہ کی مثال سے ثابت کیا ہے۔ پس جب نبوت جنس حقیقی ثابت نہ ہوئی۔ اور مبشرات نوع حقیقی نہ ہوئی تو مبشرات نبوت سے اعلیٰ بھی نہ ہوئی۔ بلکہ نبوت اور مبشرات ایک چیز ہوئی۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ نبوت مطلق ہے اور مبشرات مقید اور یہ فرق اعتباری ہے لیکن حقیقت میں ایک ہی چیز ہے

اصل بات تو یہ ہے کہ جنس چونکہ خارج میں انواع کے ضمن میں ہی پائی جاتی ہے۔ اور علیحدہ ہو کر مفید نہیں ہوسکتی۔ اسلئے خواجہ صاحب کو یہ قاعدہ بنانا پڑا ہے۔ لیکن جب ان کا وجود وہی وجود انواع ہی ہے۔ اور جنس نے علیحدہ موجود ہونا ہی نہیں۔ تو پھر جس قدر انواع کے فضائل اور آثار ہوں وہ جنس انکے ساتھ متصف ہوگی۔ پس اس میں خرابی کونسی لازم آگئی ؛

بالفرض اگر مان بھی لیا جاوے کہ نبوت اور بشرات کے درمیان جنس اور نوع کا تعلق ہے۔ تو پھر یہ درست نہیں ہو سکتا۔ کہ ہر ایک نوع جنس سے اعلیٰ ہو۔ کیونکہ اس قاعدہ کی رو سے ماننا پڑے گا کہ حیوان ناطق (گدھا) اعلیٰ ہے۔ اس حیوانیت سے جو انسان میں موجود ہے۔ بلکہ اصل یہ ہے کہ بعض نوع بعض خصوصیات اور قرائن کے لحاظ سے افضل ہوتے ہیں جیسا کہ انسان ہے۔ مگر یہ نہیں کہ ہر ایک نوع جنس سے اعلیٰ ہو۔ ورنہ لازم آئیگا کہ سور اور کُتّا اور سانپ وغیرہ موذی حیوانات بہتر اور اعلےٰ ہیں۔ اس حیوانیت سے جو کہ انسان کی ماہیت کی ایک جزء ہے۔ اور وہ حیوانیت جو انسان کی حقیقت کی جزء ہے۔ ادنیٰ اور کمتر ہو جائے ؛

اب ہم دیکھتے ہیں کہ انسان جسکے معنی اور ماہیت حیوان ناطق ہے۔ دو اجزا سے مرکب ہے۔ ایک ادنیٰ یعنے حیوان اور دوسری اعلیٰ یعنی ناطق۔ اور یہ مسلمہ قاعدہ ہے۔ کہ مرکب ادنیٰ اور غیر ادنیٰ سے ادنیٰ ہوتا ہے۔ کیونکہ نتیجہ تابع اخس و ارزل ہوا کرتا ہے۔ پس خواجہ صاحب کے قاعدے کی رو سے نوع یعنی انسان بھی ادنیٰ ثابت ہو جائے گا۔ تو معلوم ہوا کہ جنس کا ادنےٰ ہونا بہ نسبت ہر ایک نوع کے درست نہیں۔ جب لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے معنے یہ ہوئے کہ نہیں باقی رہا نبوت کے انواعوں اور اقساموں میں سے مگر بشرات کی قسم۔ تو اب مولوی محمد علی صاحب کا وہ اعتراض بالکل حل ہو گیا جو وہ کیا کرتے ہیں کہ "اگر نبوت اور بشرات ایک چیز ہے تو لم یبق من النبوۃ الا المبشرات والی حدیث کے یہ معنی ہوئے۔ کہ لم یبق من النبوۃ الا عین النبوۃ اور یہ غیر صحیح ہے" میں کہتا ہوں کہ مطلق نبوت مقسم ہے اور بشرات اسکی ایک قسم ہے۔ اور حال یہ ہے کہ مقسم اور قسم کے درمیان دو اعتبار ہیں۔ ایک اعتبار سے کچھ تغائر اور دوسرے اعتبار سے اتحاد اور عینیت۔ پس مقسم کے مطلق ہونے اور قسم کے مقید ہونے کے لحاظ سے کچھ تغائر انکے درمیان ہے تو بشرات کا استثناء نبوت سے استثناء شئی عین شئی سے نہ ہوا۔ بلکہ نبوۃ (مقسم) مطلق ہے۔ اور بشرات (قسم) مقید ہے۔ پس مطلق اور مقید ہونے کے اعتبار سے استثناء صحیح ہوا۔ اور دوسری طرف نبوت اور بشرات ایک چیز ہیں کیونکہ مقسم قسم کے اندر ہوا کرتی ہے۔ اور قسم مقسم سے کوئی الگ چیز نہیں۔ مثلاً میں کہوں کہ ما قرأت من الکلمۃ الا الاسم۔ تو یہ اعتراض نہیں کیا جاتا۔ کہ چونکہ اسم کلمہ ہے۔ اس واسطے استثناء شئی عین شئی سے ہو گیا۔ اور یہ باطل ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ استثناء صحیح ہے کیونکہ استثناء قسم کا مقسم سے ہے۔ اور استثناء قسم کا مقسم سے صحیح ہوتا ہے۔ اور بشرات کا استثناء نبوت سے ما قرأت من الکلمۃ الا الاسم کے قبیل سے ہے نہ کہ استثناء شئی عین شئی سے ہے۔ پس مولوی صاحب کا اعتراض بالکل بے بنیاد ثابت ہوا ؛

کیونکہ قسم استثناء مقسم سے ہوا کرتی ہے لیکن اسکو استثناء شئی من عین شئی نہیں کہا جاتا۔ جیسا کہ مثال اقرأت من الکلمۃ الا الاسم سے واضح ہے۔ اب سیدنا حضرت میاں صاحب کے سول سروس (Civil Service) اور اسسٹنٹ کمشنر والی تشریح بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ سول سروس ( ) ایک مقسم ہے۔ اور اسسٹنٹ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر وغیرہ اس کے اقسام اب کوئی کہے کہ سول سروس میں سے کوئی عہدہ باقی نہیں رہا۔ مگر اسسٹنٹ کمشنری۔ تو اس کے یہ معنے نہیں ہونگے کہ یہ سول سروس ہی نہیں۔ بلکہ یہ ایک قسم ہے سول سروس کی۔ اور قسم کے پائے جانے سے مقسم ضروری پایا جاتا ہے۔ تو یہ مثال لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے عین مطابق ہے ؛

اسی طرح یبق من الطب الیونانی الا البیطرہ کی مثال بھی بالکل درست ہے۔ کیونکہ طب یونانی مقسم اور اسکے اقساموں میں سے ایک قسم بیطرہ یعنے چارپایوں کا علاج بھی ہے تو جب یونانی کی ایک قسم باقی گئی تو مقسم بھی پایا گیا۔ کیونکہ قسم کا وجود مقسم کے وجود کو مستلزم ہے۔ پس یہ مثال بھی لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے عین موافق ہے ؛

باقی رہا لم یبق من الماء الا ما فی ہذا الابریق کی مثال کا ہونا۔ سو وہ بھی اگر خواجہ صاحب غور کرتے تو بالکل درست پاتے۔ کیونکہ ماء اسم جنس ہے۔ جس کا اطلاق قلیل و کثیر سب پر ہو سکتا ہے۔ اور یہ پانی والی مثال بھی بلحاظ کیفیت (صفات) اور کمیت (مقدار) کے نہیں ذکر کیگئی۔ بلکہ اسواسطے ذکر کیگئی ہے کہ پانی اسم جنس ہے جب اس کا کوئی حصہ نکالا جاوے تو باقی پر بھی اصل پانی کا نام بولا جاتا ہے۔ پس جیسا کہ یہاں مستثنیٰ پر استثناء کے بعد مستثنیٰ منہ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ ویسا ہی بشرات پر (جو مستثنیٰ ہے) مستثنیٰ منہ کا (جو نبوۃ ہے) اطلاق کیا جاتا ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ مثال ممثل کے ساتھ ہر ایک جہت اور خصوصیت میں متحد ہو۔ کیونکہ مثال ممثل کے واضح کرنے کے لئے ہوتی ہے پس اسکے مثال ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ مثال اور ممثل کے درمیان ایک صفت مشترکہ پائی جاوے۔ اور جو شخص یہ خیال کرے کہ مثال ممثل کے ساتھ ہر ایک جزء اور ہر ایک جہت میں عین مساوی اور متحد ہو تو وہ لایعقل ہے ؛

مثلاً میں کہوں کہ زید شیر کی مانند ہے تو کیا کوئی عقلمند یہ خیال کر سکتا ہے کہ زید بھی دُم رکھتا ہے۔ اور چار ٹانگوں پر چلتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ زید کی مماثلت شیر کے ساتھ ایک خاص صفت میں ہے۔ اور وہ شجاعت ہے نہ یہ کہ زید کل خواص اور ہر ایک پہلو میں شیر کی مانند ہے پس پانی والی مثال بالکل برمحل ہے کیونکہ جیسا پانی کا اطلاق اس باقی حصہ پر ہو سکتا ہے ویسا ہی مطلق نبوت کا لفظ جو مقسم ہے بشرات پر جو قسم ہے بولا جاتا ہے اور کمیت اور کیفیت کے لحاظ کرنیکی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ مثال ممثل کے ساتھ کل جہات اور خواص میں مساوی ہو جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے ؛

بالآخر میں یہ بھی ذکر کرنا ضروری جانتا ہوں کہ جب ایک شخص احمدیت کا دعوی کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مسیح موعود کو حکم اور عدل مانتا ہوں تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریح کو قبول نہیں کرتا جب ہم مسیح موعود کے کلام اور کتب سے ثابت کرتے ہیں کہ لے لم یبق من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی المبشرات (ای لم یبق من اقسام النبوۃ الا قسم واحد ناقل) ..... بل الحدیث یدل علی ان النبوۃ التامۃ الحاملۃ لوحی الشریعۃ قد انقطعت ولکن النبوۃ التی لیس فیہا الا المبشرات فہی باقیۃ الخ توضیح مرام 19 جسمیں بجائے اجزاء کے انواع اور بجائے جزء کے نوع فرمایا ہے اور منقطع خاص شریعت والی نبوت کو کہا نہ کسی اور قسم کو اور نہ مطلق نبوت کو۔ اور مبشرات کو نبوت کہا ہے۔ بلکہ یہاں ہی سے تامہ کے معنے بھی معلوم ہو گئے کہ شریعت والی نبوت کو تامہ کہا ہے۔ اور اسکے مقابل وہ ہے جو شریعت والی نہ ہو۔ جیسی حضرت اسمٰعیل و اسحٰق اور یعقوب و یوسف اور ذکریا و یحییٰ اور یونس و الیاس کی نبوت۔ تو پھر اسکو کیا حق ہے کہ اس کو نہیں مانتے۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حدیث کے معنے نہیں جانتے تھے۔ اگر نہیں جانتے تھے۔ تو پھر حکم اور عدل کس طرح ہوئے۔ اور حالانکہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حکم و عدل کا خطاب عطا ہوا ہے۔ اُمید ہے کہ خواجہ صاحب یا تو حضرت صاحب کے ای لم یبق من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی المبشرات والی تشریح سے بالکل انکار ظاہر کرینگے یا اس کو بدون چون وچرا قبول کرینگے۔ تاکہ لوگوں کو اصل بات معلوم ہو جائے۔ اور انکے مغالطہ دینے سے بچ جاویں۔ فقط

الراقم

"ارجمند"۔ طالب علم مدرسہ احمدیہ قادیان

ظہور المہدی

احمدی مذہب کا مفصل بیان۔ قیمت دو روپے۔ دفتر تشحیذ الاذہان سے طلب کرو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بجواب خواجہ

لم یبق من النبوۃ الا المبشرات (نمبر ۲)

شیخ بوعلی بن سینا اور نصیر الدین طوسی اور امام رازی و امام غزالی جیسے ائمہ کی منطق میں اور ابن حاجب ابن مالک شیخ رضی و ملا جامی جیسے فضلاء کی نحو میں موجد کی شان ہرگز نہ تھی۔ اور نہ انہوں نے دعوی کیا۔ اور نہ اسکو کسی نے تسلیم کیا۔ بلکہ انکی شان محض تالیف و تنقید اور استنباط و تنقیح کی تھی۔ لہذا انہوں نے منطق و نحو میں اپنے پاس سے نئے قواعد ایجاد کرنے کی نہ جرأت کی ہے اور نہ یہ ڈینگ ماری ہے۔ لیکن ہمارے خواجہ صاحب گو علم منطق و نحو میں بشرط لا کے اور تعریہ کے مرتبہ میں ہیں تاہم انہوں نے مختلف علوم کے کئی قواعد ایجاد فرمائے ہیں۔ چنانچہ جو قاعدہ علم نحو میں ایجاد فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے "کہ استثناء کے معاملہ میں جب شے واحد سے باقیماندہ اجزاء کا ذکر کرنا ہو۔ تو پھر اگر باقیماندہ حصہ میں شے واحد سے جسمی کمیت کی کمی ہو تو پھر باقی ماندہ پر وہی نام اصل شے کا بولا جائیگا۔ لیکن اگر باقیماندہ حصہ شے میں کیفیت (صفات) کی کمی ہوگئی ہے۔ تو باقیماندہ چیز کو موہوم کرنے کے لئے کوئی اور لفظ تجویز ہوگا۔ وہ لفظ نہیں بولا جائیگا" [1]

نہ تو اس کا کسی کتاب سے حوالہ دیا ہے۔ اور نہ کسی کی طرف اسکی نسبت کی ہے۔ اور نہ ہی استعمال فصحاء عرب سے اس کا ثبوت دیا۔ غالباً اس خیال میں انہوں نے اس کو اسطرح ذکر کیا ہے۔ کہ وہ سب قارئین و سامعین کو اپنی امامت عامہ یانی النحو کے سکہ کو ماننے والے یقین کرتے ہیں۔ مہربان خواجہ اپنی شان کو بھولنا نہ چاہیئے۔ جس قانون کی آپ کو سند ملی ہوئی ہے۔ جب اسکی نسبت بھی عدالت میں آپ کو حوالہ پیش کرنے کی ضرورت ہوا کرتی تھی۔ تو جس علم کو نہ آپ نے پڑھا نہ سنا۔ اور لوگ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ آپ اس سے بالکل عاری اور خالی ہیں۔ اس کا ایک قانون اور قاعدہ پیش کرتے ہوئے آپ نے کیوں حوالہ نہ دیا یا کس طرح آپ کو یہ وثوق ہوا کہ بدون حوالہ کے لوگ اس قاعدہ کو تسلیم کرلینگے +

خواجہ صاحب نے لکھا ہے کہ اس قاعدہ کی دونوں مثالیں حضرۃ میاں صاحب کی مثالوں میں موجود ہیں۔ اسکی مثال کہ مقدار میں کمی ہو تو باقی ماندہ پر اصل کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ پر ایک لفظ بولا جاتا ہے۔ لم یبق من الماء الا فی ہذا الابریق۔ جو چیز اصل تھی۔ اسکو بھی پانی کہا گیا۔ اور جو باقی رہا اسکے لئے بھی برنگ ضمیر پانی ہی استعمال کرنا پڑا۔ صرف مقدار دکھلانے کے لئے لوٹے کا ذکر کردیا گیا۔ لیکن جہاں طب اور بیطرہ میں کیفیت کا فرق تھا یعنے جو چیز باقی رہ گئی تھی۔ وہ کیفیت میں طب سے الگ تھی۔ اسلئے دو الگ الگ لفظ بولنے پڑے۔ طب اور بیطرہ۔

اب میں خواجہ صاحب کی اپنی پیش کردہ دو مثالوں میں انکے قاعدہ کی صحت بتاتا ہوں۔ پانی والی مثال میں خواجہ صاحب کم اور مقدار کی کمی کہتے ہیں۔ اور طب والی مثال میں کیفیت اور صفت کی کمی قرار دیتے ہیں۔ اور بس۔ اب ان مثالوں میں فرق ہے تو کم اور کیفیت کا ہے اور کسی امر میں فرق بیان نہیں کیا۔ لہذا ان دونوں میں خواجہ صاحب کے بیان کے مطابق اور کوئی فرق اور اختلاف نہ کرنا چاہیئے۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ پہلی مثال میں اصل پانی کا کم اور مقدار نہ مذکور ہے اور نہ معین ہے۔ بلکہ مبہم اور مجمل ہے۔ اور ہر ایک کم اور مقدار کا محتمل ہے۔ مگر ان سب مقداروں کی کمی اور نفی کرکے ایک معین اور خاص مقدار کو الا کے بعد ذکر کرکے اس کا اثبات کیا گیا ہے۔ تو اب کیفیت والی مثال میں بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ یعنی جسطرح پانی جو ایک مستقل چیز ہے۔ اسکی مقدار پہلے مبہم تھی۔ اور وہ ہر ایک مقدار کا احتمال رکھتا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی ایک مستقل چیز ہو جسکی کیفیت مبہم اور غیر معین ہو۔ پھر جس طرح پانی کی ہر ایک محتمل مقدار کی نفی کرکے الا کے بعد ایک معین اور خاص مقدار کو ذکر کرکے اسکی تعیین کیگئی۔ سو اسی طرح کیفیت کی مثال میں بھی پانی کی طرح ایک مستقل چیز ہو۔ جو کہ بظاہر مثال مذکور میں طب ہی ہے۔ کیونکہ جیسا پہلی مثال میں لم یبق من الماء ہے۔ ایسا ہی دوسری مثال میں لم یبق من الطب ہے۔ پس جس طرح اول میں من کا مدخول (الماء) ایک مستقل چیز ہے۔ اسی طرح دوم میں من کا مدخول (الطب) ایک مستقل چیز ہے۔ پھر مثال اول میں جسطرح ماء جو ایک مستقل چیز ہے۔ اور اسکی کمیت اور مقدار مبہم اور مجمل ہے۔ اور لم یبق کے ساتھ اسکی کمی اور نفی کی گئی ہے۔ اسی طرح مثال ثانی میں طب جو ایک مستقل چیز ہے اسکی کیفیت اور صفت مبہم اور مجمل ہے۔ اور لم یبق کے ساتھ اسکی کمی اور نفی کیگئی ہے۔ پھر جسطرح مثال اول میں الا کے بعد ایک خاص اور کم مقدار کو ذکر کرکے مابقی پانی کی کم اور مقدار کی تعیین کردیگئی ہے۔ اور وہ مقدار ابریق ہے اسی طرح مثال دوم (طب والی) میں بھی الا کے بعد ایک کیفیت اور صفت کو ذکر کرکے مابقی شے کی کیفیت اور صفت کی تعیین کردیگئی ہے۔ یہ وہ امور ہیں جو کہ خواجہ صاحب کی تحریر کے مطابق یہاں پر ہونے چاہیئے۔ پس ہم غور کرتے ہیں کہ وہ مثال ثانی میں کہاں تک موجود ہیں +

وہ مستقل چیز پہلی مثال میں ماء ہے۔ تو اسکے مقابل دوم میں طب ہے۔ اگر طب کو نہ لیں تو پھر اور کوئی دوسری چیز یہاں پر موجود نہیں۔ تو جب ماء کے مقابلہ میں طب وہ مستقل چیز ہوئی تو اب یوں کہنا پڑیگا کہ طب کی کیفیت اور صفت مبہم اور مجمل ہو اور لم یبق کے ساتھ اس مبہم صفت اور کیفیت کی کمی اور نفی کیگئی ہے۔ پھر دوم میں الا کے بعد طب کی ایک خاص کیفیت اور صفت کو ذکر کرکے مابقی طب کی تعیین کردیگئی ہے۔

تو اب سوال یہ ہے کہ مثال دوم میں ماء کے مقابلہ میں جو طب ہے اسکی کونسی کیفیت اور صفت مبہم ہے۔ جس کی لم یبق کے ساتھ نفی کیگئی ہے۔ اور نیز یہ کہ الا کے بعد کوئی شے بجز بیطرہ کے ذکر نہیں ہوئی۔ سو اگر وہ طب کا مابقی شے ہے۔ تو پھر الا کے بعد طب کی کونسی خاص کیفیت اور صفت ذکر کیگئی ہے جسکے ساتھ کیفیت خاص اور صفت خاص کی تعیین ہوگئی ہے۔ اگر بیطرہ کیفیت خاصہ اور صفت خاصہ ہے۔ جسکے الا کے بعد ذکر کرنے کے ساتھ مابقی شئے کی صفت کی تعیین ہوئی ہے۔ تو پھر پہلا سوال تو یہ ہے۔ کہ طب کا مابقی الا کے بعد کہاں مذکور ہوا جیسا کہ پہلی مثال الماء میں مذکور ہوا تھا۔ یا جسکو آپ مابقی قرار دیکر دوسرے اسم کے ساتھ یاد کرنا ضروری قرار دیتے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ بیطرہ طب کی کیفیت اور صفت کس طرح بقائمی ہوش و حواس قرار دی جاسکتی ہے۔ اب اسکی دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ اول یہ کہ طب کی صفت مبہم اسکو قرار دیا جاوے کہ آدمیوں کا علاج یا جانوروں کا یا تشریح الاعضاء یا دواسازی وغیرہ تبلئے۔ اور صفت خاصہ جو الا کے بعد مذکور ہونی چاہیئے تھی۔ وہ گو مذکور نہیں مگر بیطرہ کے لفظ سے جو حقیقت میں مابقی طب کا ہے سمجھی جاسکتی ہے یعنی یہ کہ جس سے جانوروں کا علاج کیا جائے۔ اس صورت میں پانی والی مثال میں بھی اس قسم کی صفت مبہم اور صفت خاصہ موجود ہے کیونکہ زیادہ مقدار کا پانی کھیتوں کو سیراب کرسکتا ہے۔ اس سے کم تعداد کا مویشیوں کے پلانے اور لوگوں کے نہانے اور کپڑے دھونے کے کام آسکتا ہے۔ لیکن مقدار ابریق (لوٹے) ان کاموں کے لئے مکتفی نہیں۔ پس دونو مثالوں میں ایک ہی بات ہے۔ انمیں کمیت اور کیفیت کا فرق کہنا محض خوش فہمی ہے۔ کیونکہ دوسری مثال (طب والی) میں بھی کمیت کا فرق صاف موجود ہے۔ کل طب کے جس قدر مسائل ہیں بیطرہ کے مسائل اس سے بہت کم ہیں۔ بحالیکہ وہ بھی طب ہی ہیں +

اور دوم یہ کہ طب کو مرکب کیفیات مانا جائے۔ اسلئے کہ یہ ایک علم ہے۔ اور علم مقولہ کیف سے ہے۔ اور اسکے اجزاء بھی معلوم ہیں۔ اس صورت میں بیطرہ ایک جز ہے تو مابقی طب کا ہے اور

[1] صفحہ ۱۱ کالم ۱ سطر ۱۱ تا ۱۸ نمبر ۱ جلد ۱ مورخہ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۱۵ء + اس عبارت کی تصحیح کی گئی ہے نمبر ۲ جلد ۱ مورخہ ۱۸ر اکتوبر ۱۹۱۵ء صفحہ ۱۱ کالم ۱ سطر ۱۱ تا ۱۸ سے

یہ کم و مقدار کے لحاظ سے کمی اور نفی ہوئی - اور ایک وجہ سے یہ بہت سی کیفیات (کہ اسی کے مجموعہ کا نام طب ہے) ہیں سے کمی ہو کر چند کیفیات کا مجموعہ رہ گیا - بہرحال صورت دونو مثالوں میں کوئی تفاوت نہیں - پس اگر بیطرہ والی مثال کو دوسری صورت کے لحاظ سے کیفیت کی مثال کہا ہے تو ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ مقدار کی کمی والی مثال کی طرح اس میں بھی اصل اور مابقی دونوں کو ایک ہی لفظ کے ساتھ تعبیر کیا جا سکتا ہے - مثلاً کہا جاوے - لم یبق من الطب الا مائیہ علاج الدواب - جس طرح لم یبق من الماء میں بقول خواجہ اصل کو بھی مائ کہا ہے - اور الا کے بعد بھی برنگ ضمیر مائ ذکر کیا گیا ہے - اسی طرح اس مثال میں بھی اصل کو طب کہا گیا ہے - اور الا کے بعد مابقی کو بھی برنگ ضمیر طب ہی کہا گیا ہے - اور اس عبارت کو کسی علم کا کوئی فائدہ غلط نہیں قرار دے سکتا - بلکہ جسطرح مائ کی مثال میں برنگ ضمیر کے علاوہ صراحۃً بھی الا کے بعد مائ کو ذکر کر سکتے ہیں جیسا کہ کہا جاوے کہ لم یبق من الماء الا الماء الذی فی ہذا الابریق - اسی طرح یہاں طب والی مثال میں بھی برنگ ضمیر کے علاوہ صراحۃً ہی الا کے بعد بھی طب کو ذکر کر سکتے ہیں - مثلاً کہا جاوے - لم یبق من الطب الا الطب الذی فیہ علاج الدواب - اور اگر بیطرہ والی مثال کو پہلی صورت کے لحاظ سے کیفیت کی مثال قرار دیا جائے - تو پھر ہم کہتے ہیں کہ اسکی مثال لم یبق من الماء الا مائی ہذا الابریق ہی موجود ہے - کیونکہ جسطرح مابقی طب یعنے بیطرہ کی یہ کیفیت اور صفت معین مفہوم ہوتی ہے کہ علاج الدواب کے لئے ہے - اسی طرح مابقی پانی کی بھی یہ کیفیت اور صفت مفہوم ہوتی ہے کہ وہ وضو کے لئے ہے - اور اصل کو بھی بلفظ مائ ذکر کیا گیا ہے اور مابقی کو بھی برنگ ضمیر مائ ہی کہا گیا ہے - غرض کہ جس طریق سے خواجہ صاحب لم یبق من الطب الا البیطرہ کو کیفیت کی مثال قرار دیں - اس طریق پر ہم کیفیت کی ایسی مثال دے چکے ہیں اور دے سکتے ہیں کہ جس میں باوجود کیفیت میں کمی ہونے کے پھر بھی اصل کو اور مابقی شے کو ایک ہی لفظ کے ساتھ تعبیر کیا جائے ۔

پس ثابت ہوا کہ یہ قاعدہ اگرچہ ایجاد خواجہ ہے مگر صریح غلط اور بے فائدہ ہے - اور جب غلط اور بے فائدہ ہے تو پھر لم یبق من النبوۃ الا المبشرات میں نبوت اور مبشرات کو مغائر قرار دینا سخت غلطی اور بے ہودگی ہے - کیونکہ نبوت اگر کیفیات کا مجموعہ ہے - تو اس میں سے مثلاً شرعی اطلاعات کو نکالکر مابقی اطلاعات بر امور غیبیہ (جو مقولہ کیف سے ہیں) کا نام بھی نبوت ہی ہے جسے مبشرات سے تعبیر کیا گیا ہے - اور اگر نبوت کیف سے ہی تو بھی مابقی مقدار (مبشرات) کا نام نبوت ہی ہوگا - جیسا کہ مابقی مقدار طب کا نام بیطرہ رکھا گیا ہے - اور وہ بھی طب ہے یا جیسے مابقی ماء کا نام بھی ماء ہی ہے ۔

مارشیں میں تبلیغ احمدیت

اسکے بعد جب ہم روز ہل سے واپس آئے تو حضرت ابوبکر کا خطبہ بخاری سے تلاش کیا - اور اس میں ہمیں مل گیا - اور اس جگہ ایک کتاب کا بہت رواج ہے - اس کا نام مصباح المجالس ہے - اسمیں بارہ مجالس ہیں دس مجالس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اذکار اور حکایات اور روایات ہیں جو کہ محرم کے عشرہ میں پڑھی جاتی ہیں - اور گیارھویں مجلس میں پیر دستگیر سید عبدالقادر جیلانی کے قصص ہیں - ان کا بارہ برس کی کشتی کو زندہ کرنا اور عزرائیل کے ہاتھ سے اموات کی ارواح کا چھین لینا بتصریح بیان کیا گیا ہے - اور وہ گیارھویں[11] تاریخ کو پڑھی جاتی ہے - اور بارھویں مجلس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات مبارک کا نقشہ کھینچا گیا ہے - اور اس میں تمام وہ واقع ہو بہو درج کیا ہوا ہے - جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مبارک پر پیش آیا تھا - اور آپ کی وفات سنتے ہی صحابہ پر بے ہوشی چھا گئی - اور حضرت عمر نے ہاتھ میں تلوار لے لی - اور کہا کہ جو کوئی کہے گا کہ حضرت فوت ہوئے ہیں - میں ان کا سر کاٹ دونگا - الغرض میں ان چند اشعار کو یہاں نقل کر دیتا ہوں تاکہ عام پبلک اس سے مستفید ہو جاوے - مصباح المجالس - بارھویں مجلس صفحہ ۳۸۲-۳

دریغا وہ کہاں ہیں شاہ اعجاز	رسول ہاشمی سلطان ممتاز
اشارہ جن کی دیکھ انگلی کا عسر	ہوا ہے شق فلک پر بدر انور
تھے اصحاب نبی مسجد میں حاضر	پریشان حال اور مغموم خاطر
سن اہل البیت کی اسدم فغاں سب	یہ واویلا کا سنکر یہاں سب
کئے معلوم رحلت شاہ دیں کی	امام الانبیاء والمرسلین کی
سراسیمہ ہوئے یکبار سارے	سبھی حجرے کے پاس آئی ہیں بارے
گری بعضے زمین پر ہو کے بیہوش	تحلم سے رہے ساکت و خاموش
ہوا تھا حضرت عثمان کا حال	کہ تھے جون نقش قالین سر بسر لال
ہوئے سودائی بعضے یا وہ گو سخت	جنون غالب ہوا تھا اپنہ اک لخت
عمر پر خوف نے اسدم کیا زور	سونگی سیف لے کر تھے یہ شور
کہ جو مجھ سے کہی حضرت ہوئے فوت	دکھاؤں اسکو اس تلوار سے موت
نہیں حضرت کا ہی قالب یہ بے روح	ہوا ہے بابے ہوشی یہ مفتوح
نبی ہیں وہ نہ ہوویں فوت ہرگز	نبی کا فوت ہونا کب ہے جائز

عمر کی سن یہ باتیں اصحاب سارے
ہوا تھا اک عجب عالم وہاں کا
نبی کے پاس تب آئے ہیں صدیق
رداحضرت کے کر چہرے سے تب دور
لئے بوسے ادب سے تب جبین پر
معطر تھا بدن حضرت کا اسدم
کئے مہر نبوت پر نظر تب
ہوا تحقیق انکے دل میں اسدم
سو رو تے آئے اسدم گھر سے باہر
کہے سب سے ہوئے ہیں فوت حضرۃ
عمر سے پھر لگے کہنے کو اس طور
لکھی ہے میت کی جو یہ آیت
ہوئے جو انبیاء اور مرسلین سب
مگر ذات الٰہی کو بقا ہے
محمد مصطفےٰ بھی اک بشر ہیں
سو حضرت اس گھڑی دار الفنا سے
ہے حکم کل نفس ذائقہ جاری
یہ سن فاروق کا قائم ہوا ہوش

کئی آئے شبہ میں سخت بارے
تھا ہر ذی روح گویا ہر فشان کا
کریں تا حالت رحلت کو تحقیق
نظر سے دیکھ اسدم حسن پر نور
گل رخسار رشک یاسمین پر
نہیں خوشبو میں تھا اول سے کچھ کم
تھی گم مہر نبوت سر بسر تب
کہ رحلت کر چکے سلطان عالم
ہوئی اصحاب سب کے دل کے حاضر
نہیں شک اسمیں پائے موت حضرت
کرہ تم آیت قرآن میں اب غور
یہ آیت رہنما ہے با ہدایت
ہوئے ہیں فوت دنیا سے یقین سب
سوا اسکے سب عالم فنا ہے
اسی عالم میں داخل سر بسر ہیں
ہوئے واصل یقین ملک بقا سے
رضائے حق میں ہے اختیاری
ہوئی اصحاب سب کے دل کے حاضر

قال اللہ تعالیٰ - وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم ومن ینقلب علیٰ عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین - انک میت وانہم میتون -

یہ سن اسدم صحابوں نے یقین سب | کہے انا الیہ راجعون تب

مطبوعہ کریمی مطبع واقع بمبئی - تاریخ اشاعت ۱۳۰۹ھ ہجری - یہ لفظاً لفظاً مینے اس سے نقل کی ہے - اور یہ آیت شریفہ بھی اسی کتاب میں اسیطرح لکھی ہوئی ہیں - اب مولوی کہتے ہیں کہ اس کتاب کا کیا اعتبار ہے حالانکہ ان کا سارا دارومدار اسی پر ہے اور اسی سے ہی ان کا گذارہ چلتا ہے - اور یہی انکے علم کا سرمایہ ناز ہے - اور پھر ایسی مدلل اور مبرہن بات کو کسطرح رد کر سکتے ہیں جسکی دلیل قرآن شریف سے دیگئی ہے - الا سف کل الاسف علیٰ حالت العلماء - رمضان شریف میں سفر کا کم اتفاق ہوا - یہاں کے علماء کیا ہیں انکو سائل سمجھنا چاہیئے - رمضان میں یہ دورے پر چڑھتے ہیں - اور امراء کے در پر بھیک مانگنے جاتے ہیں - اور دکان دکان پر پھر کر فلوس جمع کرتے ہیں اور اسبات کو یہاں شرم اور حیا کے برخلاف نہیں سمجھا جاتا - اسلئے بہت سے مولویوں کو یہاں روز ہل میں بھی آنا پڑا اور انکو میرے پاس بھی آنا پڑا - اور میں انکو وفات مسیح اور حضرت مسیح موعود کی آمد اور اسکے نشانات سناتا رہا مگر میرے سامنے وہ ست بچنی بنے رہے - اور کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دربار اولوالعزم

مکتوب سیدنا محمود

عزیزم - السلام علیکم - تمہارا خط ملا۔ میں دُعا میں مشغول ہوں - اور اللہ تعالیٰ سے مایوس نہیں - آپ بھی ہرگز نہ گھبرائیں - دعائیں کریں مایوس کبھی نہ ہوں - اللہ تعالےٰ کے فضل سے مایوس ہونے والا بامراد نہیں ہوتا - میں تو ہندوؤں کے لئے بھی دعا کرتا ہوں اور تم تو احمدی پھر شیخ صاحب کے لڑکے ہو - گو شیخ صاحب اب ہم سے دور ہیں لیکن آخر ہیں تو وہی شیخ صاحب - حضرت صاحب کی انہوں نے خدمت کی ہے - اسلئے گو دینی طور پر ان سے تعلق میں کمی ہو بھی جائے - ان کی خیر خواہی ہمارے دلوں سے نہیں نکل سکتی - میں تو کبھی تمہارے لئے دُعا کرتے وقت یُوں بھی کہہ دیا کرتا ہوں کہ الٰہی میں اپنے ایک مخالف کے بچہ کے لئے دعا کرتا ہوں جو ایک کمزور انسان ہوں تو تو رب العالمین ہو کر کیا اپنے فضل کو روک لیگا - بہرحال میرا دل مطمئن ہے - اور میں اللہ تعالےٰ کے فضل کا امیدوار ہوں -

خاکسار مرزا محمود احمدؐ - یکم نومبر ۱۹۱۵ء

فتویٰ دربارہ طلاق

چونکہ ایک مجلس کی تین طلاق کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک اور رجعی طلاق قرار دیتے رہے ہیں - جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے - گو حضرت عمر نے اپنی خلافت میں ان کو تین بھی قرار دیا ہے - اور بہت سے ائمہ دین نے ان کے قول اور عمل پر فتوے دیا ہے - لیکن ہم قول اور فعل رسول اللہ کو سب کے قول اور فعل پر مقدم یقین کرتے - اور حضور کے ارشاد کے مطابق ایسی تین طلاقوں کو ایک اور رجعی طلاق یقین کرتے - اور یہی فتوے دیتے ہیں ٭

(۲) رجوع عدت کے اندر ہی ہو سکتا ہے - اور عدت گذرنے کے بعد نیا نکاح کرنا پڑتا ہے ٭

(۳) رجوع کے دو ہی طریق ہیں - ۱ قول کے ساتھ مثلاً کہدے راجعتك (میں نے تجھے واپس کر لیا) ردد تك (میں نے تجھے لوٹا لیا) مسكتك (میں نے تجھے روک لیا ہے) یا غائب ہونیکی حالت میں کہے راجعتها الخ ۲ فعل کے ساتھ اور یہ وہ افعال ہیں جنکے ساتھ حرمت مصاہرت ثابت ہوا کرتی ہے - مثلاً اس سے صحبت بوسہ کنار وغیرہ -

(۴) ثبوت کے بھی دو طریق ہیں شہادت یا مرد اقرار کرے - اور عورت اسکی تصدیق کرے - باقی نان و نفقہ اور خرچ دینا یا پہلے شوہر کے گھر میں رہنا اس رجوع نہیں کہ وہ غیر شکوہ عورت کو بھی خرچ دے

دُنیا کی خبریں

امپیریل انڈین ریلیف فنڈ

مصارف کی تفصیل و تشریح حسب ذیل ہے :-

ہندوستانی افواج میں مجروحین و مریضان کے سامان استراحت پر ڈائرکٹر میڈیکل سروس کی معرفت ۳۵ لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا - ایک لاکھ روپیہ انگلستان میں ہندوستان سپاہیوں کے فنڈ میں دیا گیا ۲۵ ہزار روپیہ خلیج بنگالہ میں ایڈن کے غرق کردہ تجارتی جہازوں کے مسافروں میں تقسیم ہوا ٭

۱۵ ہزار :- سینٹ جان ایمبولینس ایسوسی ایشن

½ ۱ لاکھ :- آفیسرز فیملی فنڈ کے سپرد کیا گیا جس کی پریذیڈنٹ لیڈی لینڈرسڈاؤن ہیں - اور جو میدان جنگ میں گئے ہوئے سپاہیوں کے قبائل کی عارضی ضروریات پیدا کرنے میں خرچ ہوا ٭

¾ ۵ لاکھ :- ڈویژنل اور بریگیڈ حلقہ کی انجمن نے ¾ ۵ لاکھ میں سے تقریباً ایک لاکھ ہندوستانی سپاہیوں کے قبائل کے لئے خرچ ہوا ٭

½ ۲ لاکھ :- فی کس ۲۵ روپیہ کے حساب سے ان ہندوستانی سپاہیوں کو دیا گیا جو میدان جنگ سے واپس آکر صحت یابی حاصل کرنے کی غرض سے اپنے وطن کو بھیجدئے گئے ہیں ٭

½ ۴ لاکھ کی رقم فی کس ۵۰ روپیہ کے حساب سے مقتول سپاہیوں کے وارثوں میں تقسیم کیگئی - اس میں سے جنگی خدمت کے ناقابل مجروحین کو بھی امداد ملی ٭

اندازہ کیا گیا ہے کہ اس صیغہ کے کل مصارف آئندہ ماہ مارچ ۱۹۱۶ء کے آخر تک کم از کم ۱۳ لاکھ تک بڑھ جائینگے ٭

(۲) مولانا ابوالکلام آزاد دہلوی ایڈیٹر الہلال کلکتہ نے ماہ ذی الحج حاضرہ سے دارالارشاد کا افتتاح کر دیا جسمیں جدید و قدیم تعلیمیافتہ گروہ کو مولانا ممدوح خود ہی درس دیتے ہیں پہلی جماعت قائم ہو گئی ہے - درس بھی شروع ہو گیا ہے تاہم باب فیض ہنوز مستفیدین پر ابھی بند نہیں ہوا ہے - (زمیندار)

(۳) سرحد پر امن - چکدرہ کے شمال میں حملہ آور لشکر کو جو سزا حال میں دیگئی ہے - اس کا نہایت ہی عمدہ اثر پڑا ہے - اب شمال مغربی سرحد پر بالکل امن و امان ہے ٭

(۴) ریلوں کے محاصل - ہندوستانی ریلوں کے محاصل ہفتہ مختتمہ ۲۳ - اکتوبر میں سال گذشتہ کے اسی عرصے کے محاصل کی بہ نسبت ۸ لاکھ روپیہ کا اضافہ ہوا ہے ٭

(۵) آسٹروی جرمن فوجوں نے سرویا میں خفیہ پیشقدمی کی ہے وہ اوزک میں داخل ہو گئے ہیں - اور کیاکے جنوب مشرقی جانب سروی نہایت اولوالعزمی سے مدافعت کر رہے ہیں ٭

(۶) دراجنا کے مغربی جانب آسٹرویوں کو پیچھے ہٹا دیا گیا ہے - اور ایک سرحد گلیشیا پر جو حملہ انہوں نے کیا تھا وہ پسپا کر دیا گیا - جس میں آسٹرویوں کے ۵ ہزار قیدی روسیوں نے گرفتار کئے ٭

(۷) یونانی وزیر اعظم کو ایوان میں ناکامی ہوئی ہے - اسلئے اُس نے شاہ یونان کی خدمت میں اپنا استعفےٰ پیش کر دیا ہے ٭

(۸) پیٹروگراڈ ۷ - نومبر - رُوس کی سرکاری اطلاع منظر ہے کہ دریائے سٹریپا کے علاقے میں رُوسیوں نے اچانک حملہ کر کے ۸۵۰۰ قیدی گرفتار کئے - علاوہ بریں انہوں نے متعدد افسر اور کلدار توپیں بھی ضبط کیں - جن کی مجموعی تعداد کا ہنوز اندازہ نہیں کیا جا سکا ٭

رُوسیوں نے سٹریپا کے علاقہ میں جو فتح حاصل کی ہے - اس سے موضع سیمی کورزا اور جھیل اشکوف کے مغربی کنارے کے قریب اس خونریز جنگ کا خاتمہ ہو گیا ہے جو کئی روز سے وقوع میں آرہی تھی

(۹) نیویارک ۷ - نومبر - ایک مٹھائی بنانے والے کارخانہ میں جو ۴ منزل تھا - آگ لگ گئی - ۴۰ آدمی تو مر گئے اور ۵۰ زخمی ہوئے ٭

(۱۰) مدراس ۵ - نومبر - جنوبی بارکے ایک گاؤں میں تقریباً ۳۰ ڈاکوؤں کا ایک مندر پر ٹوٹ پڑنے - تھوڑے عرصہ ہی میں ڈاکوؤں اور اہل دیہہ کے درمیان گھمسان کا رن پڑا جسکے دوران میں ایک ڈاکو گرفتار ہوا ٭

(۱۱) طاعونی اموات - ہفتہ مختتمہ ۳۰ - اکتوبر کے اندر کل ہندوستان میں ۳۵۹۴ طاعونی اموات بہ تفصیل ذیل وقوع میں آئیں -

احاطہ بمبئی و سندھ ۲۲۵۶ - مدراس ۱۲۳ - بہار اڑیسہ ۱۳ صوبجات متحدہ ۵۰ - پنجاب ۱۹ - برہما ۱۵ - ممالک متوسط ۵۷۴ - ریاست میسور ۱۳۲ - حیدرآباد ۲۷۲ - وسط ہند ۱۴۰ ٭

(۱۲) ہیگ ۵ - نومبر - اس امر کی تصدیق ہو گئی ہے کہ ایمسٹرڈم میں صلح کے متعلق گفت و شنید عمل میں آئی ہے - جسمیں جرمن پارلیمنٹ کے سوشلسٹ ممبر بھی شریک تھے ٭

(۱۳) لنڈن ۴ - نومبر - لارڈ لینسڈاؤن نے دیوان میں کہا کہ سب لوگ اس بارہ میں متفق الرائے ہیں کہ دوران جنگ میں عام انتخاب عمل میں نہ آئے - گورنمنٹ موجودہ پارلیمنٹ کی میعاد کو وسعت دینے اور سال آئندہ کے لئے نیا رجسٹر مرتب کرنے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے ٭

(۱۴) ۶ - نومبر کو شملہ سے اعلان ہوا ہے کہ انگریزی مشرقی حکومت مقبوضات و مستعمرات افریقیہ نے مطلع کیا ہے کہ آئندہ کسی

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی پروپرائٹر پبلشر کے لئے چھپ کر شائع ہوا)